نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا حسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون

حربۂ تکفیر

اور

علمائے زمانہ

جس میں

انبیا علیہ السلام اور اولیائے کرام پر کفر کے فتوے معہ حوالجات پیش کر کے ثابت کیا گیا ہے۔ کہ علمائے ظواہر کی تکفیر بازی ایک عام عادت اور رسم ہے

خاکسار محمد فخر الدین ملتانی مالک کتاب گھر نے تالیف کر کے

۱۰ ذوالحجہ سنہ ۱۳۵۲ ہجری مطابق ۶ اپریل سنہ ۱۹۳۳

قیمت ۵/

فتنۂ تکفیر

تکفیر و تفسیق کوئی نئی بات نہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کی بعثت سے ہی اسکی ابتدا شروع ہوئی اور تا ایندم برابر جاری و ساری ہے۔ اب گویا یہ تکفیر ہر رسول اور ہر مامور اور ہر عالم ربانی کی بعثت اور تجدید کی جزو لاینفک ہو گئی ہے۔ چنانچہ ہمارے زمانہ میں جسقدر زیادہ باہمی ارتباط اور تعلقات کے وسائل اور ذرائع میسر ہیں۔ اسی قدر زیادہ اس تکفیر بازی کے مشغلہ کو فروغ حاصل ہے۔ اور بدقسمتی سے یہ مرض زیادہ تر ملک مہلک طور پر مسلمانوں میں ہے۔ باہمی تکفیر بازی۔ شیعہ سنی۔ مقلد و غیر مقلد خارجی شیعہ وغیرہ کے فرقہ دار فتووں کے علاوہ علمائے زمانہ کی انفرادی حیثیت سے تکفیر بازی اور تھوڑے تھوڑے سے اختلاف رائے پر جھٹ اس خطرناک حربۂ تکفیر سے کام لیا جاتا ہے۔ اور اب تو سیاسیات کے دور میں اس بدنام حربہ کو بہت بری طرح استعمال کیا جاتا ہے۔ یہانتک کہ بسا اوقات یہ بھی دیکھا گیا ہے۔ کہ میونسپل کمیٹیوں کے انتخاب کے موقعہ پر بھی دو حریف فریق ایک دوسرے پر فتویٰ کفر لگانا اپنی کامیابی کی کلید سمجھتے ہیں۔

آج ظفر علی ایڈیٹر زمیندار نے اپنی مسلم کش حرکات اور اسلام دشمنی پر پردہ ڈالنے اور عوام کو بھول بھلیاں میں ڈالنے کیلئے اسی بدنام حربہ کو آلۂ کار بنانا کامیابی کا گر سمجھا ہے چنانچہ کئی ماہ سے مسلسل زمیندار نے تکفیر بازی کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ خود مولوی ظفر علی صاحب کو چند سال پیشتر کا وہ منظر اپنی آنکھوں کے سامنے رکھ لینا چاہیئے تھا۔ جبکہ بڑے بڑے علمائے اسلام اسکے دفتر اور مکان سے چند گز کے فاصلہ پر خود ان پر زن طلاق فتوے صادر فرما رہے تھے۔ اور مرتد خارج از اسلام۔ کافر و مضل۔ ضال ٹھیرا رہے تھے۔ بلکہ اسقدر بد تہذیبی بھی کر رہے تھے۔ کہ سٹیج پر بآواز بلند مولنا ظفر علی کی زوجہ محترمہ کو مخاطب کر کے شرعاً اجازت دے دی تھی۔ کہ اب وہ مطلقہ ہے۔ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ گویا بالفاظ دیگر اسوقت تک مولنا ظفر علی ان مولویوں کے فتووں کی رو سے مطلقہ عورت کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں العیاذ باللہ

پس ان خطرناک فتووں کی موجودگی میں حیرت ہی ہے۔ کہ مولنا ظفر علی کو دوسروں پہ تکفیر بازی کی کسطرح جرأت ہوئی۔ ان کو تو ؎ "تجھکو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو" پر عمل کرنا چاہیئے تھا۔ بہرحال ان کی، ن ناکام و ناتمام تگ و دو کی بدولت اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو توفیق بخشی۔ کہ اس تکفیر بازی کے سلسلہ کی ابتداء اور انتہاء کو منقولی اور معقولی طور پر بیان کروں۔ اسکی کسیقدر مختصر سی کیفیت فہرست مضامین سے معلوم ہو سکتی ہے۔ نتیجتہً اسمیں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ سوا ایک فرقہ کے باقی تمام فرقہائے اسلام اس وبائے تکفیر میں کم و بیش مبتلا ہو رہے ہیں۔ اور اس وبائے تکفیر سے بچنے کا واحد اور کامیاب علاج بھی بتایا گیا ہے۔ جو یقیناً اکسیر ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دلی دعا ہے۔ کہ یہ رسالہ نافع الناس ثابت ہو کر رشد و ہدایت کا موجب ہو۔ آمین ثم آمین۔

فتنۂ تکفیر

تکفیر و تفسیق کوئی نئی بات نہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کی بعثت سے ہی اسکی ابتدا شروع ہوئی اور تا ایندم برابر جاری و ساری ہے۔ اب گویا یہ تکفیر ہر رسول اور ہر مامور اور ہر عالم ربانی کی بعثت اور تجدید کی جزو لاینفک ہو گئی ہے۔ چنانچہ ہمارے زمانہ میں جسقدر زیادہ باہمی ارتباط اور تعلقات کے وسائل اور ذرائع میسر ہیں۔ اسی قدر زیادہ اس تکفیر بازی کے مشغلہ کو فروغ حاصل ہے۔ اور بدقسمتی سے یہ مرض زیادہ تر ملک مہلک طور پر مسلمانوں میں ہے۔ باہمی تکفیر بازی۔ شیعہ سنی۔ مقلد و غیر مقلد خارجی شیعہ وغیرہ کے فرقہ وار فتووں کے علاوہ علمائے زمانہ کی انفرادی حیثیت سے تکفیر بازی اور تھوڑے تھوڑے سے اختلاف رائے پر جھٹ اس خطرناک حربۂ تکفیر سے کام لیا جاتا ہے۔ اور اب تو سیاسیات کے دور میں اس بدنام حربہ کو بہت بُری طرح استعمال کیا جاتا ہے۔ یہانتک کہ بسا اوقات یہ بھی دیکھا گیا ہے۔ کہ میونسپل کمیٹیوں کے انتخاب کے موقعہ پر بھی دو حریف فریق ایک دوسرے پر فتویٰ کفر لگانا اپنی کامیابی کی کلید سمجھتے ہیں۔

آج ظفر علی ایڈیٹر زمیندار نے اپنی مسلم کش حرکات اور اسلام دشمنی پر پردہ ڈالنے اور عوام کو بھول بھلیاں میں ڈالنے کیلئے اسی بدنام حربہ کو آلۂ کار بنانا کامیابی کا گر سمجھا ہے چنانچہ کئی ماہ سے مسلسل زمیندار نے تکفیر بازی کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ خود مولوی ظفر علی صاحب کو چند سال پیشتر کا وہ منظر اپنی آنکھوں کے سامنے رکھ لینا چاہیئے تھا۔ جبکہ بڑے بڑے علمائے اسلام اسکے دفتر اور مکان سے چند گز کے فاصلہ پر خود ان پر زن طلاق فتوے صادر فرما رہے تھے۔ اور مرتد خارج از اسلام۔ کافر و مضل۔ ضال ٹھیرا رہے تھے۔ بلکہ اسقدر بدتہذیبی بھی کر رہے تھے۔ کہ سٹیج پر بآواز بلند مولانا ظفر علی کی زوجہ محترمہ کو مخاطب کر کے شرعاً اجازت دے دی تھی۔ کہ اب وہ مطلقہ ہے۔ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ گویا بالفاظ دیگر اسوقت تک مولنا ظفر علی ان مولویوں کے فتووں کی رو سے مطلقہ عورت کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں العیاذ باللہ پس ان خطرناک فتووں کی موجودگی میں حیرت ہی ہے۔ کہ مولنا ظفر علی کو دوسروں پر تکفیر بازی کی کسطرح جرأت ہوئی۔ ان کو تو ؎ "تجھکو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو" پر عمل کرنا چاہیئے تھا۔ بہرحال ان کی، ن ناکام و ناتمام تگ و دو کی بدولت اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو توفیق بخشی۔ کہ اس تکفیر بازی کے سلسلہ کی ابتداء اور انتہاء کو منقولی اور معقولی طور پر بیان کروں۔ اسکی کسیقدر مختصر سی کیفیت فہرست مضامین سے معلوم ہو سکتی ہے۔ نتیجۃً اسمیں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ سوا ایک فرقہ کے باقی تمام فرقہائے اسلام اس وبائے تکفیر میں کم و بیش مبتلا ہو رہے ہیں۔ اور اس وبائے تکفیر سے بچنے کا واحد اور کامیاب علاج بھی بتایا گیا ہے۔ جو یقیناً اکسیر ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دلی دعا ہے۔ کہ یہ رسالہ نافع الناس ثابت ہو کر رشد و ہدایت کا موجب ہو۔ آمین ثم آمین۔

تو یہ کون ایسا ہے۔ جو کہتا ہے۔ کہ ظہر الفساد فی البر والبحر۔ کہ تر و خشک یعنی دینی و دنیادی لوگ بیمار ہو گئے ہیں۔ اس آواز آسمانی کو سنکر عوام لوگ اپنے بازاری اور اشتہاری طبیبوں کی طرف رجوع کرتے اور ان کو اکساتے ہیں۔ کہ دیکھو جی تم جو آسمانی گدی کے وارث ہو۔ اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے مصداق ہو۔ تمہاری موجودگی میں ہم سب کچھ کرتے کراتے اور کھاتے پیتے۔ اور سب ناجائز و ناجائز افعال کا ارتکاب کرتے ہوئے بالکل تندرست ہیں۔ مگر یہ کوئی شخص آگیا ہے۔ جو کہتا ہے۔ کہ تم سب بیمار ہو۔ اور نہایت کڑوے اور بدمزہ نسخے ہمارے لئے تجویز کرتا ہے۔ کہتا ہے۔ کہ تم ایک خدا کو پوجو۔ حالانکہ ہمیں تم جیسے بازاری طبیبوں کے نسخوں کے مطابق گلی کوچے میں نہایت آسانی سے ایسی ہستیاں مل جاتی ہیں۔ جن کی پوجا پاٹ سے ہمیں تسکین ہو جاتی ہے۔ پھر وہ کہتا ہے۔ کہ ان اعمال کو ترک کرو۔ جن سے خدائے واحد ناخوش ہوتا ہے۔ حالانکہ ہمارے معبودان باطلہ اور تمہارے جیسے اطباء اور حکماء ہمارے سب کاموں پر نہ صرف خوش ہیں۔ بلکہ تم لوگ گاہ بگاہ تھوڑا بہت نذرانہ لیکر ہمارے افعال شنیعہ کی تصدیق بھی کر دیتے ہو۔ اور جو کچھ ہم چاہیں۔ تم سے جائز اور درست کا فتوے لکھوا لیتے ہیں :۔

علماء ظاہری کی بازاری طبیبوں سے مشابہت

عوام کی اس چیخ و پکار کو سنکر ان بازاری طبیبوں کے کان کھڑے ہوتے ہیں۔ اور چونک اٹھتے ہیں۔ کہ یہ کون آگیا۔ جو ہمارے خلاف آواز اٹھانے کی جرأت کر رہا ہے۔ جھٹ فتاویٰ کی اینٹ البحر کھول کر الکفر ملۃ واحدۃ کا مصداق بن کر اور پنجے جھاڑ کر اس آسمانی طبیب کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ اور سب کے سب متفقہ آواز سے اس حقیقی ہمدرد کو کافر۔ ملحد۔ دیوانہ سنڑی اور مراقی وغیرہ قرار دے کر اپنے جذبۂ انتقامی کو نکالتے اور عوام کالانعام کو اس کے خلاف مشتعل کرتے ہیں۔ اس کو اکیلا سمجھ کر اس کی ہلاکت اور تباہی کے درپے ہوتے ہیں۔ اور جو کچھ ان سے ہو سکتا ہے۔ کر گذرتے ہیں۔ مگر اس بندۂ خدا کا بال بیکا نہیں ہوتا۔ وہ علے الاعلان ببانگ دہل پکار پکار کر کہتا ہے۔ کہ تم سب لاکھوں ہو کر بھی اکیلے اور کمزور اور ذلیل ہو۔ اور ناکامی و نامرادی اور خسران و تباب کا منہ دیکھو گے۔ مگر میں اکیلا ہو کر بھی مصلح و بامراد اور مظفر و منصور ہونگا۔ کیونکہ میری حامی ایک لایزال ہستی ہے جس نے

ازلی ابدی طور پر ایک اٹل قانون مقرر کر کے فرمایا ہوا ہے۔ کہ

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ

میں اور میرے بھیجے ہوئے ضرور بالضرور غالب رہیں گے۔

آسمانی طبیب کا غلبہ

چنانچہ اس کے بعد ہوتا گیا ہے، وہ اکیلا بندہ جس کو کمزور اور ذلیل سمجھکر نادان بازاری طبیبوں اور عوام کالانعام نے ٹھکرا دیا تھا۔ رد کر دیا تھا۔ وہ ایک سے دو۔ دو سے تین۔ تین سے سینکڑوں۔ ہزاروں۔ لاکھوں اور کروڑوں کو صحتیاب کر کے اپنے ساتھ ملالیتا ہے۔ غرضیکہ ہر وہ بندہ جو چشمۂ آسمانی کا ساقی بن کر دنیا میں ظاہر ہوتا ہے۔ وہ ایک طرح روحانی عمارت کے کونے کا پتھر ہوتا ہے۔ جس کو نااہل اور ہمہ دانی کے مدعیان فضیلت نے رد کر دیا ہوتا ہے۔ وہی سرے کا کونہ بنتا ہے۔ اور از سر نو اس عمارت کے استوار و استحکام کا بنیادی پتھر قرار پاجاتا ہے۔ وہ پتھر جس پر گرتا ہے اُسے پیس ڈالتا ہے۔ اور جو اس پر گرتا ہے وہ ریزہ ریزہ ہو کر چکنا چور ہو جاتا ہے۔

ہستی باریتعالیٰ کی زبردست دلیل

یہ ایک حقیقت ہے جس پر سابقہ اور موجودہ تجربہ اور مشاہدہ اور واقعات مخالف و موافق بزبانِ حال و قال شاہد ناطق ہیں۔ اس کے نظائر اور شواہد کم و بیش ہر قوم ہر ملک اور ہر زمانے میں پائے جاتے ہیں۔ اس لئے اس ثابت شدہ حقیقت سے کوئی انسان خواہ وہ کتنا ہی لامذہب اور متعصب کیوں نہ ہو۔ اور خواہ وہ کتنا فلسفہ دانی کا دعویدار کیوں نہ ہو۔ انکار نہیں کرسکتا۔ پس یہ ایک زبردست دلیل ہے ایک زبردست ہستی پر جس نے روزِ ازل سے یہ اٹل قانون مقرر فرمایا۔ اور پھر اس کو تا ایندم لفظ بلفظ پورا کر کے دکھایا۔

حضرت آدم علیہ السلام

مثال کے طور پر حضرت آدم علیہ السلام کو لیں جب وقت اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام کو مبعوث کیا۔ تو فرشتوں کو اس کی اطاعت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:۔

ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ۔ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ۔ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝ (اعراف ۲)

یعنی ہم نے فرشتوں کو حکم دیا۔ کہ تم آدم کیلئے اطاعت اختیار کرو۔ تو سوائے ابلیس کے سب نے اطاعت کی ہم نے فرمایا کہ تم کو اس کی اطاعت کرنے سے کس بات نے روکا۔ تو اس نے جواب دیا۔ کہ میں اس سے بہتر ہوں۔ کیونکہ تو نے مجھکو آگ سے پیدا کیا۔ اور اس کو مٹی سے۔

اسی طرح

(۲) حضرت نوح علیہ السلام

کی مثال کو لیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ۝ اِنِّیْ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِہٖ اِنَّا لَنَرٰکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَہِ یٰنُوْحُ لَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِیْنَ ۝ (سعراء ۶)

یعنی ہم نے نوح علیہ السلام کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ اس نے اپنی قوم کو کہا کہ اے قوم صرف اللہ واحد معبود کی عبادت کرو۔ کیونکہ اس کے سوا اور کوئی قابل عبادت نہیں۔ مجھے ڈر ہے۔ کہ کہیں تمہیں اس کبیرہ گناہ کی سخت سزا نہ ملے۔ تو اس کی قوم کے عمائد اور علماء و فضلاء نے کہا۔ کہ ہم تو خود تجھے بھی ایک کھلی ہوئی گمراہی میں دیکھ رہے ہیں۔ پھر کہا۔ کہ اگر تو اس ہم سے باز نہ آئیگا۔ تو ہم تمہیں سنگسار کر دینگے۔

پھر ایک اور جگہ آتا ہے:۔

فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖ مَا نَرٰکَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰکَ اتَّبَعَکَ اِلَّا الَّذِیْنَ ھُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ وَمَا نَرٰی لَکُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّکُمْ کٰذِبِیْنَ ۝ (ھود ۳)

یعنی حضرت نوح کی قوم کے مفتیوں مولویوں نے کہا۔ کہ تو تو ہماری طرح ایک آدمی ہے۔ اور جو تیرے ملنے والے ہیں۔ وہ بادی النظر میں کمینے اور جاہل ہیں۔ اس لئے ہم تجھ میں اپنے پر کوئی بڑائی نہیں پاتے۔ بلکہ تجھکو ہم یقیناً جھوٹا جانتے ہیں۔

(۳) حضرت ھود علیہ السلام

اسی طرح حضرت ھود علیہ السلام کے متعلق دیکھو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۞ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖٓ اِنَّا لَنَرٰىکَ فِیْ سَفَاھَۃٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّکَ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ ۞ (اعراف ۹)

یعنی قوم عاد کی طرف ان کے بھائی حضرت ھود علیہ السلام بھیجے گئے۔ انہوں نے اپنی قوم کو کہا کہ خدائے واحد کے پرستار رہو۔ کہ بجز اس مالک حقیقی کے اور کوئی قابل پرستش نہیں مگر ان کی قوم کے مولویوں مفتیوں نے اَنَا خَیْرٌ کا دم بھرتے ہوئے اس کی منادی کو ٹھکرا کر کہا۔ کہ ہم تو تجھکو محض بیوقوف اور جاہل سمجھتے ہیں۔ بلکہ ہمارا فتویٰ ہے کہ تم کاذب ہو۔

(۴) حضرت صالح علیہ السلام

پھر حضرت صالح علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ؕ قَدْ جَآءَتْکُمْ بَیِّنَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ ؕ (اعراف ۱)

قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِیْٓ اٰمَنْتُمْ بِہٖ کٰفِرُوْنَ ۞ فَعَقَرُوا النَّاقَۃَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّھِمْ وَقَالُوْا یٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ کُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۞ قَالُوا اطَّیَّرْنَا بِکَ وَبِمَنْ مَّعَکَ ؕ (نمل ۴)

یعنی قوم ثمود کی طرف انہی میں سے ھود علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ انہوں نے اپنی قوم کو خدائے واحد کی تلقین فرماتے ہوئے کہا۔ کہ اب تمہارے پاس تمہارے رب نے کھلے نشانات بھیجے ہیں۔ تو انہوں نے اَنَا خَیْرٌ کہتے ہوئے تکبر کیا۔ اور صاف کہدیا۔ کہ جس کو تم مانتے ہو اس کے ہم کافر ہیں۔ تو انہوں نے اس اونٹنی کے جو بطور نشان کے خدا نے مقرر کی تھی۔ پاؤں کاٹ دئے۔ اور اس طرح انہوں نے خدا کے حکم سے سرکشی کی۔ اور کہا۔ اے صالح جس کا تو وعدہ دیتا ہے وہ لے آ۔ اگر تو واقعی رسول ہے۔ پھر کہا کہ یہ عذاب تیرے اور تیرے ساتھیوں کی وجہ سے ہم پر آیا۔

(۵) حضرت لوط علیہ السلام

خدا کی طرف سے مبعوث ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ۝ (اعراف ۱۰)

ترجمہ۔ کہ جب لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو بدلائل سمجھایا۔ کہ کیا تم اس فحش کام کا ارتکاب کرتے ہو جو تم سے پہلے کسی نے نہیں کیا۔ تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کو شہوت رانی کا آلہ کار بناتے ہو۔ اس لئے تم مسرف قوم ہو۔ اس کے جواب میں اس کی قوم نے کہا۔ کہ لوط اور اس کے ساتھیوں کو اپنے گاؤں سے ہی نکال دو کہ یہ بڑے پاکباز بنے پھرتے ہیں۔

(۶) حضرت شعیب علیہ السلام

حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت کے جواب میں قوم نے جو کہا۔ وہ مندرجہ ذیل آیات سے ظاہر ہے۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۝ (اعراف ۱۰)

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ

قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ۝ وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ (شعراء ۱۰)

یعنی حضرت شعیب کی قوم کے مولویوں مفتیوں نے از راہ تکبر کہا۔ کہ اے شعیب ہمارا فتوے تمہارے متعلق یہ ہے۔ کہ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو تیرے شہر سے بدر کر دیا جائے۔ یا پھر ہمارے مذہب اور عقائد پر واپس آجا۔ اور ان منکر مولویوں مفتیوں نے اپنی قوم کو کہا۔ کہ اگر تم شعیب علیہ السلام کی پیروی کرو گے۔ تو یقیناً تم خسارہ میں پڑ جاؤ گے۔ انہوں نے شعیبؑ کو کہا۔ کہ تُو تو جادو شدہ ہے۔ اس لئے ہم تجھکو یقیناً جھوٹا اور کاذب سمجھتے ہیں۔

(۷) حضرت موسیٰ علیہ السلام

جب مبعوث ہوئے۔ تو آپ کے متعلق قرآن شریف فرماتا ہے۔ کہ

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوْا

بھا .. قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ ھٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِیْمٌ . . . وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰی وَقَوْمَهٗ لِیُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَیَذَرَكَ وَاٰلِھَتَكَ ؕ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَھُمْ وَنَسْتَحْیٖ نِسَآءَھُمْ ۚ وَاِنَّا فَوْقَھُمْ قٰھِرُوْنَ ۝ ..... قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ ھٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِی الْمَدِیْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْھَآ اَھْلَھَا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ لَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِیْنَ (اعراف ۱۲۴،۱۲۳)

یعنی ہم نے ان کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو اپنے احکام یا نشانات کے ساتھ فرعون اور اس کے مولویوں مفتیوں اور عمائد دار اکین کے پاس بھیجا۔ تو انہوں نے انکار کرکے ظلم اختیار کیا۔ اور قوم فرعون کے فتویٰ باز مولویوں مفتیوں نے حضرت موسیٰ کے دلائل اور نشانات سے عاجز آکر یہ فتوے لگایا۔ کہ یہ بہت بڑا جادوگر ہے۔ نہ صرف فتوے ہی لگایا۔ بلکہ انہوں نے فرعون پر دباؤ ڈالا۔ اور کہا۔ کیا تو موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کو کھلا چھوڑ دے گا۔ کہ وہ ملک میں فساد پھیلا دیں۔ اور تجھے اور تیرے معبودوں کو چھوڑ کر بغاوت اختیار کریں۔ فرعون نے کہا نہیں بلکہ ہم عنقریب ہی ان کی اولاد کو قتل کر دیں گے۔ اور ان کی عورتوں کو زندہ چھوڑ دینگے۔ اور ہم ان پر غالب اور زبردست ہیں ...... پھر جادوگروں کو (جو مقابلہ میں مغلوب ہو کر حضرت موسیٰ پر ایمان لائے تھے۔) فرعون نے دھمکا کر کہا۔ کہ تم بغیر میری اجازت کے اس پر ایمان لے آئے ہو۔ یہ یقیناً بہت بڑی سازش ہے۔ جو تم نے شہر میں پھیلا رکھی ہے۔ اس شہر سے نکل جاؤ۔ عنقریب تم اس کا انجام جان لو گے۔ میں تمہارے ہاتھ پاؤں الٹی جانب سے کاٹوں گا۔ پھر تم سب کو صلیب پر لٹکا دُنگا۔

(۸) حضرت ابراہیم علیہ السلام

اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قرآن کریم میں ذکر ہے:۔

وَاذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ اِبْرٰھِیْمَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ یٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْكَ شَیْئًا ۝ یٰٓاَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جَآءَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ یَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِیْٓ اَھْدِكَ صِرَاطًا سَوِیًّا ۝ یٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّیْطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِیًّا ۝

حضرت ابراہیم کی تلقین توحید کے جواب میں ان کے والد نے کہا:۔

قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ۔ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ (انبیاء ۵)

یعنی حضرت ابراہیم کے والد نے کہا۔ کہ اے ابراہیم تو ہم کو ہمارے معبودوں سے ہٹانا چاہتا ہے۔ اگر تو اس وعظ سے باز نہ آیا۔ تو تجھکو سنگسار کر دوں گا۔ اور تم سے دوری اختیار کروں گا۔ پھر ان منکرین نے فتویٰ دیا۔ کہ اس کو آگ میں جلاؤ اور اس طرح اپنے معبودوں کی نصرت کر کے سرخروئی حاصل کرو۔

(۹) حضرت الیاس علیہ السلام

کے توحیدی وعظ کے جواب میں ان کے منکرین نے کیا کہا؟ یہی۔ کہ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ۔ کہ انہوں نے تکذیب کی اور عذاب میں مبتلا ہوئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

ان کے متعلق قرآن کریم میں بیسیوں جگہ ذکر آتا ہے۔ اور ان کی تکفیر و تفسیق تو واقعہ صلیب کی وجہ سے زبان زد خلائق ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔

وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۔۔۔۔ وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۙ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۔ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ (رنسا ۲۲۔ مائدہ ۱۵۔)

یعنی منکرین عیسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں۔ کہ عیسیٰ بن مریم رسول اللہ کو ہم نے قتل کر دیا ہے حالانکہ واقعات اور حقیقت کی رو سے نہ یہ قتل کر کے مار سکے ہیں۔ اور نہ ہی صلیب پر چڑھا کر مار سکے ہیں۔ بلکہ خود انکی اپنی کارروائیاں ان پر مشتبہ ہو گئی ہیں۔ ان کے پاس کوئی یقینی علم نہیں۔ صرف ظن ہی ظن کی پیروی کر کے یونہی خیالی پلاؤ پکا رہے ہیں۔ انہیں مسیح ابن مریم کو مار ڈالنے کا خود بھی یقین نہیں۔ حالانکہ اصل معاملہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مکائد سے مسیح ابن مریم کو نجات دیکر انبیاء اور اولیاء کبار کی طرح اعلیٰ وارفع مقام پر پہنچایا۔ مگر

منکرین یہی کہتے رہے۔ کہ یہ صرف جادو ہی جادو ہے۔ حقیقت و تقیقت کچھ نہیں۔

حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

پھر سب سے عظیم الشان اور جلیل القدر مثال سید المعصومین سرور کائنات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات ہے۔ بلکہ میں تو کہوں گا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود جہاں ایک طرف جمیع کمالات نبوت و رسالت کا منبع ہے۔ وہاں آپ کے مخالفین اور معاندین بھی تمام انبیاء کے مخالفین اور منکرین کی صفات قبیحہ کے مجموعہ ہیں۔ کوئی خوبی نہیں جو پہلے کسی نبی میں ہو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود میں نہ ہو۔ پھر کوئی شرارت اور مخالفت نہیں جس کا گذشتہ انبیاء کے منکرین نے ارتکاب کیا اور آنحضرت صلعم کے دشمنوں نے ارتکاب نہ کیا ہو۔ بلکہ قرآن کریم پر تھوڑے سے تدبر کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جس قدر چند انبیاء کا ذکر بطور نمونہ قرآن کریم میں کیا گیا ہے۔ اس سے مراد ہر جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ چونکہ آنحضرتؐ جس دیس میں مبعوث ہوئے۔ وہاں ان نامزدہ انبیا کی نام لیوا قومیں موجود تھیں۔ ان کو ان کے انبیاء کے نام سے یاد دلایا گیا۔ مثلاً نوح علیہ السلام کے پیرؤں کو کہا کہ اے قوم نوح تم نوح علیہ السلام کو ماننے والے ہو۔ تو آؤ۔ اس وقت کا نوح میں ہوں۔ اسی طرح حضرت ابراہیم اللہ کے متبعین کو مخاطب کر کے کہا۔ کہ تم ابراہیم علیہ السلام کو ماننے کے مدعی ہو اگر اس دعوے میں سچے ہو۔ تو آؤ اس وقت کا ابراہیم میں ہوں۔ اگر تم نے مجھے مان لیا اور شناخت کر لیا تو پھر تمہارا حضرت ابراہیم کو ماننے کا دعوےٰ برحق۔ ورنہ تم میں اور منکرین ابراہیم علیہ السلام میں ذرہ بھر بھی فرق نہیں۔ وقس ہذا۔ اسیطرح دیگر تمام انبیاء کے مذکور سے قیاس کر لیا جاوے۔ کیونکہ قرآن کریم کوئی قصہ کہانی کی کتاب نہیں۔ کوئی تاریخی کتاب نہیں۔ کہ لوگوں کی سن پیدائش اور حالات وغیرہ دیئے گئے ہوں۔ اس میں گذشتہ انبیاء کا ذکر بطور نصیحت کے اور معاندین اور منکرین کا ذکر بطور عبرت کے ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

خوشتر آں باشد کہ سرِ دلبراں
گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے۔ کہ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ یعنی میں کوئی نیا رسول نہیں ہوں۔ بلحاظ رسالت اور نبوت کے اپنے زمانہ کا نوح ہوں۔ ابراہیم ہوں۔ آدم ہوں

یونس ہوں۔ عیسیٰ ہوں۔ موسیٰ ہوں۔ اس لئے جن اصولوں اور معیاروں پر تم ماسبق انبیاؤں کو مانتے ہو۔ انہی پر مجھے پرکھو۔ اور مانو۔ اور بس۔ اور جو حالات اور واقعات نصرت الٰہی اور دشمنوں کی مخالفت کے ان انبیاء کے ساتھ گذرے۔ وہ سب کے سب میرے شامل حال ہیں

تمام منکرین کا متفقہ اصول ہر نبی کے متعلق

چنانچہ ان چند انفرادی نظیروں کو قرآن کریم میں مختلف مواقع پر بیان فرماتے ہوئے ایک جگہ بطور عمومی گر اور اصول کے فرما دیا۔ کہ

اَفَکُلَّمَا جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَھْوٰٓی اَنْفُسُکُمُ اسْتَکْبَرْتُمْ فَفَرِیْقًا کَذَّبْتُمْ وَفَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ (البقرہ - ۱۱)

کہ جب کبھی بھی تمہارے پاس رسول آیا۔ اور ایسی بات لیکر آیا۔ جو تمہاری گری ہوئی خواہشوں کے مطابق نہ تھی۔ تو تم نے تکبر کر کے انکار کر دیا۔ بعض پر تم نے تکذیب و تکفیر کے فتوے لگائے۔ اور بعض کو تم جان سے ہی مار ڈالنے لگے۔ پس ان نظائر سے اور خصوصاً حضرت سید المرسلین کی مقدس مثال سے یہ بات اظہر من الشمس ہے۔ کہ خدا کا یہ اٹل اصول۔ کہ

یا حسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون

ہائے افسوس بندوں پر کہ جو بھی رسول خدا کی طرف سے ان کے پاس آیا۔ اس کی انہوں نے ضرور ہی تضحیک و تکفیر کی۔ اور اس کے ساتھ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی والا وعدہ بھی سمتی طور پر ہمیشہ پورا ہوتا رہا۔

آنحضرت صلعم اور صحابہ کرامؓ کی تکفیر کی شہادت

بطور شہادت خارجی کے ایک حوالہ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے جس سے منکرین کے سلوک کا اندازہ ہو سکتا ہے

چنانچہ رسالہ افضل الاعمال کے صفحہ ۲۲ پر لکھا ہے۔ کہ

"واضح ہووے کہ جبکہ جناب سید الکونین رسول الثقلین محمد مصطفٰے صلعم نے اپنے پیرووں کو احکام دین وایمان کے یعنی نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ تعلیم فرمائی۔ تو وہ لوگ بحسب فرمودہ حضور کے نماز کو باجمیع ارکان فرائضات وواجبات وسنن کے بلحاظ آمین بالجہر یعنی پکار کے کہنا اور رفع الیدین کرنا اور نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنا اور امام کے پیچھے الحمد پڑھنا ادا کرنے لگے۔ اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکم الٰہی عیب کفاروں کے جھوٹے خداؤں کا اپنے تابعداروں کے آگے بیان کرنا شروع کیا۔ اور زبان طعنہ کی درازی کی۔ تو سرداران عرب نے عداوت کی تلوار کھینچی۔ اور مسلمانوں کو ایذا دینا شروع کیا۔ بلکہ ابو لہب اور ابو جہل دعوت

کے وقت جاتے تھے۔ پیچھے سے تیر چلاتے تھے۔ اور تکذیب کرتے تھے۔ غرض دس برس تک
مکہ میں جب سے دعوت برملا شروع ہوئی اور کیسی کیسی ایذا اور ہزاروں طرح کی بے ادبیاں
اور قسم قسم کے رنج اٹھائے۔ اور بڑے بڑے القاب مانند ساحر اور شاعر اور مجنوں کی حضرت
نے سنی اور غریب اصحابوں پر طرح طرح کے عذاب گذرے کہ جس کے بیان کرنے سے رونگٹے
کھڑے ہوتے ہیں۔ القصہ جب معاملہ کافروں کے ظلم کا مسلمانوں کے ساتھ حد سے گذرا
تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعضے اصحابوں کو ہجرت کا حکم دیا تو رجب کے مہینے میں گیارہویں
تاریخ گیارہ مرد اور چار عورتوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صلاح سے حبش کی طرف
ہجرت کی۔ اور اہل اسلام پر واضح ہووے کہ جبکہ اصحابوں کو جائے امن مکے سے نزدیک میسر
ہوئی اور ایذا قریش کی حد سے زیادہ گذری۔ تو غریب غریب اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی اجازت سے مدینہ کو ہجرت کر گئے۔ بعد اس کے حضرت عمرؓ بھی بیس جوان لیکر مدینہ کو
گئے۔ قریش کے کافروں نے جب دیکھا کہ محمد صلعم کے اصحابوں کے بھاگنے کا ٹھکانا ملا۔ تو انکو
ڈر پیدا ہوگیا کہ ایسا نہ ہو کہ محمد صلعم بھی ان کے ساتھ جا ملے۔ ان سب نے دارالندوہ میں
جو ان کی نشستگاہ تھی مصلحت کی۔ شیطان بھی بوڑھے آدمی کی شکل بن کر آیا اور حلقۂ در
کو ہلایا۔ قریش نے پوچھا کہ تو کون ہے۔ بولا کہ میں شیخ ہوں قبیلۂ نجدی کا تمہارے ارادے
سے واقف ہو کر آیا ہوں۔ جو اس مقدمہ میں تمہاری مدد کروں۔ یہ لوگ اس کے ممنون
ہوئے۔ وہ ملعون شیخ مجلس بنکر بیٹھا۔ ہر ایک شخص کی خاطر میں جو صلاح گذرتی تھی۔ وہ
شیخ کے حضور میں بیان کرتے تھے۔ ایک نے کہا کہ پیغمبرؐ کو قید کرو دوسرے نے کہا اس ملک سے
نکالدو۔ شیخ نجدی نے یہ دونوں تجویزیں ناپسند کیں۔ اور دلیل روشن سے ان کو باطل کیا۔
ابوجہل ملعون بولا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ ہر ایک قبیلہ سے ایک ایک جوان مضبوط مقرر
کرو۔ ناگاہ سب ملکر حضرت صلعم کو خوابگاہ میں قتل کر ڈالیں۔ بنی ہاشم کو تمام قبیلوں سے طاقت
مقابلے کی نہ ہوگی۔ ناچار ہو کر خون بہا پر راضی ہو جاوینگے۔ اور ہم سب خلاص ہو جاوینگے۔
پیر نجدی کو یہ صلاح بہت پسند آئی۔ اور اسی بات پر سب کا اتفاق ہوا۔ اسی وقت رب العلمین
نے جبرئیلؑ امین کو سید المرسلین صلعم کے پاس بھیجا۔ اور قریش کے مکر سے اطلاع دی۔ پھر
جبرئیلؑ نے کہا کہ علی مرتضیٰؓ کو اپنی خوابگاہ میں چھوڑ دو اور تم مدینہ کو تشریف لیجاؤ۔ کافر تو حضرت
کے قتل کے ارادے پر گھر کے آس پاس چھپکر بیٹھے۔ رسول اللہ صلعم نے علی مرتضیٰ کو یہ احوال

اُسکو اپنے مکان پر چھوڑا۔ اور فرمایا کہ تم کو ایذا کچھ نہ دے سکیں گے۔ مرجع مطالب اسد اللہ الغالب علی ابن طالب خوابگاہ پیغمبر میں تکیہ کرکے خدا کے تکیہ پر بھروسا کرکے بے تکلف لیٹ گئے اور حضرت ان کے حق میں دعا کرکے گھر سے باہر نکلے۔ کافران کی انتظاری میں مانند اپنی قسمت کے خواب غفلت میں رہے۔ اور آنحضرت صلعم ان کے سر پر خاک ڈالتے ہوئے نکل گئے۔“

حفاظت قرآن کا حتمی وعدۂ الٰہی

اس کے ماسوا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک اور حتمی وعدہ فرما کر اپنی ہستی کا ہمیشہ کے لئے ناطق نشان ٹھہرایا۔ فرمایا:۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ

یعنی اس قرآن کریم کو جو خاتم الکتب ہے۔ اور تمام جہانوں اور زمانوں کے لئے مکمل صحیفہ ہے۔ اس کو ہم نے ہی اتارا ہے۔ اور اس کی ہر لحاظ سے حفاظت بھی ہم ہی کریں گے۔ اور دشمنوں اور نادان دوستوں کی طرح کی اندرونی و بیرونی دست برد سے بچائیں گے۔ اور جب کبھی بھی اس کے کسی حصہ پر کسی قسم کا اندرونی یا بیرونی حملہ ہوگا۔ ہم اس کے اندفاع کے لئے فوراً انتظام فرمائیں گے۔

بجز قرآن دوسری کسی الہامی کتب کی حفاظت کا وعدہ نہ کرنے کی فلاسفی

چنانچہ اس کے بالمقابل دیکھ لو۔ کہ بجز قرآن کریم کے دوسری کسی ماسبق الہامی کتاب توریت زبور۔ انجیل اور وید اور ژند دستا وغیرہ نے اس قسم کی دائمی حفاظت کا وعدہ دنیا میں پیش نہیں کیا۔ ان میں زیادہ سے زیادہ اگر کوئی وعدے وعید ہیں بھی تو کسی عظیم الشان مصلح اور رسول کے متعلق وعدے ہیں۔ جن کی رو سے بجز حضرت خاتم النبیین کے اور کسی انسان نے دعویٰ ہی نہیں کیا۔ نرا دعوے تو ہر کوئی کر سکتا تھا۔ مگر آنحضرت صلعم نے دعوے کرکے پھر کامیاب اور مظفر و منصور دنیا سے جاکر پرانے نوشتوں کو حرف بحرف پورا کرکے دکھا دیا۔ پس چونکہ سابقہ الہامی کتب اور مذاہب تمام دنیا اور زمانوں کے لحاظ سے مکمل نہ تھے۔ اس لئے ان کی دائمی حفاظت کی ضرورت نہ تھی۔ مگر قرآن یعنی تعلیم اسلام تاقیامت کے لئے اور تمام روئے زمین کے لئے جامع و مانع اور مکمل و اکمل صحیفہ تھا اس لئے اس کی حفاظت اور دائمی حفاظت ہونی لازمی تھی۔

لفظی حفاظت کے اسباب صرف قرآن کو نصیب ہوئے

پس اس غرض کے لئے اللہ تعالیٰ نے ابتداء میں جبکہ کاغذ وغیرہ کا رواج نہ تھا۔ اس کی لفظی حفاظت

حفظ قرآن کے ذریعہ کرائی۔ صحابہ کرام نے اس کو اپنے سینوں میں محفوظ کرلیا۔ اور یہ
بات آج تک بجز قرآن کریم کے اور کسی الہامی کتب کو نصیب نہیں۔ چنانچہ دیکھ لو
کسی قوم میں بھی حفظ کتاب کا دستور نہیں۔ انجیل چھوٹی سی چھوٹی کتاب ہے۔ مگر آج تک
ایک بھی عیسائی حافظ انجیل نہیں سنا۔ حالانکہ کئی مسلمان بھی عیسائی ہو چکے ہیں۔ اور مسلمان

باوجود اختلاف شدیدہ موجودہ قرآن پر سب متفق ہیں

حفظ قرآن کے عادی ہیں۔ مگر عیسائی ہو کر ان کو
بھی حفظ انجیل کی توفیق نہیں ملی۔ پس اللہ تعالیٰ
نے حفظ قرآن کا رواج ابتدائے اسلام سے ہی قائم کر کے اپنی حفاظت لفظی کا بیّن ثبوت
دیدیا۔ چنانچہ موجودہ قرآن کریم بین الدفتین اسی حفاظت کا نتیجہ ہے۔ اور باوجود اسلام
میں سینکڑوں مختلف فرقوں کے پیدا ہو جانے کے آج تک کوئی فرقہ اس قرآن کریم کے
محفوظ ہونیکا انکار نہیں کرسکتا۔ اہل تشیع اور اہل سنت اور خارجی۔ مقلد و غیر مقلد وغیرہ
باوجودیکہ یہ فرقے ایک دوسرے کو کافر اکفر فاسق مرتد ملحد کہتے ہیں غیر مسلموں سے بھی چار قدم
آگے بڑھ گئے ہیں۔ یعنی مسلمانوں کو ہندو عیسائی یہودی وغیرہ اتنا برا نہیں سمجھتے۔ جتنا کہ
مسلمان فرقے ایک دوسرے پر فتوے لگاتے ہیں۔ تاہم موجودہ قرآن کریم کے صحیح اور اصح
اور محفوظ ہونے میں سب کے سب بزبان حال و قال متفق و متحد ہیں۔ اور یہ ایک ایسا عالمگیر اتفاق
ہے۔ جس کی نظیر ملنی محال ہے۔ اس کی وجہ صرف اور صرف یہی ہے۔ کہ اس حفاظت میں
خدا کا ہاتھ ہے۔

حفاظت قرآن کی خاطر سلسلہ خلافت قائم فرمایا

حفاظت قرآن کے لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی وفات کے بعد سلسلہ خلافت قائم فرمایا۔ جیسا کہ فرمایا۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ
كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى
لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۚ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ
بِيْ شَيْـًٔا ۚ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (نور ۷)

یعنی اللہ تعالیٰ نے نیک عمل مومنوں سے وعدہ فرمایا۔ کہ ان کو خلیفہ بناؤں گا۔ جیسے تم
سے پہلے خلیفے بنائے تھے۔ اور ان کے لئے ان کے دین کو جو میں نے ان کے لئے پسند فرمایا ہے
یعنی قرآن یا دین اسلام۔ اسکو محفوظ و مضبوط کردوں گا۔ تاکہ وہ بے خوفی سے دین کی خدمت

کر سکیں۔ وہ میری ہی عبادت کریں گے۔ اور شرک نہ کریں گے۔ اور جس شخص نے بھی اس
خلافت کا انکار کیا۔ وہ نافرمان اور فاسق قرار دیا جاویگا"۔ چونکہ قرآن کریم قیامت تک کے لئے تھا
اس لئے اس کی حفاظت کے لئے سلسلۂ خلافت بھی ہمیشہ کے لئے لازم ملزوم ہوا۔ کیونکہ
جیسا کہ قانون قدرت ہے۔ اللہ تعالےٰ نے دنیا کے ہر کام کے لئے اسباب کا سلسلہ قائم فرما
رکھا ہے۔ اس لئے قرآن کریم کی حفاظت کے لئے ظاہری رنگ میں بھی ربانی لوگوں کا
بطور نائب رسول تا قیامت تک آنا اور رہنا ضروری تھا۔ اوائل میں زیادہ تر لفظی
حفاظت کی ضرورت تھی۔ بعد میں جوں جوں زمانہ نبویؐ گذرتا گیا۔ ناطق قرآن آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے کلمات سننے والے آپؐ کے قول و فعل کو اپنی آنکھوں سے
دیکھنے والے کم ہوتے گئے پھر صحابہ کرام کے دیکھنے والے تابعین کم ہوتے گئے۔ پھر تبع تابعین
کو دیکھنے والے کم ہوتے گئے۔ اس بات کی ضرورت پڑی۔ کہ اللہ تعالےٰ وقتاً فوقتاً براہ راست
اپنی طرف سے بندے مبعوث کر کے لوگوں کو پھر اسی شاہراہ پر چلائے جس پر آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم چلا گئے تھے۔

معنوی حفاظت کیلئے سلسلۂ مجددیت

چنانچہ اس مفہوم وعدہ کو مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
ایک حدیث میں یوں فرمایا ہے:-

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم۔ اِنَّ اللّٰهَ
يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى رَاْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا

(ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۴۱) یعنی ابوہریرہؓ کی روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ اللہ تعالےٰ اس امت میں ہر سو سال کے آغاز میں ایسے انسان کو مبعوث فرماتا رہیگا۔
جو دین اسلام کی تجدید کیا کرے گا۔ اور تمام تکدر اور غبار آلود اعتراضات اور اعتقادات
کا قلع قمع کر کے اصل دین کا درخشندہ چہرہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا میں
نمودار ہوا تھا۔ ظاہر کیا کرے گا"

مجدّد زمان پر لطیف بحث

اب یہ حدیث کوئی ایسی ویسی نہیں۔ صحاح ستہ کی حدیث ہے۔
حجج الکرامہ جو مسلمانوں کے کثیر گروہ کی مسلمہ معتبر کتاب ہے۔ اس میں صاف لکھا ہے۔

کہ اسناد ان حدیث کا اس حدیث کی صحت پر اتفاق ہے۔ ان میں سے حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے مدخل میں یہ لکھا ہے۔ اور متاخرین میں سے جن لوگوں نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی بھی ہے۔

علاوہ اس روایتی اسناد اور صحت کے ان تیرہ سو سال میں اللہ تعالےٰ کا تصدیقی فعل بھی اس پر ناطق گواہ ہے۔ کہ حضرت سرور کائنات کی وفات کے بعد والی صدی سے لے کر تا ایندم امت محمدیہ میں ایسی بزرگ ہستیاں نظر آتی ہیں۔ جنہوں نے اس حدیث صحیحہ کے ماتحت اور مطابق اپنے تئیں کسی نہ کسی رنگ میں اشارۃً یا کنایۃً مجدد قرار دیا۔ اور حسب ضرورت زمانہ قرآن کریم کی لفظی معنوی ظاہری اور باطنی عملی اور اعتقادی غرضیکہ جیسا جیسا مرض اور خطرہ لاحق حال تھا۔ ان پاک بندوں نے خدمت کا حق ادا کیا۔

چنانچہ مثال کے طور پر میں ان چند ہستیوں کی تفصیل درج ذیل کرتا ہوں۔ جو غیر مقلدوں کی نہایت معتبر اور مستند کتاب حجج الکرامہ میں اس حدیث کی تصدیق و تائید میں صاحب کتاب نے دی ہے۔

فہرست مجددین امت محمدیہ

پہلی صدی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز (حجج الکرامہ صـ ۱۳۵)

دوسری صدی۔ حضرت امام شافعی و احمد بن حنبل ،،

تیسری صدی حضرت ابو شرح و ابوالحسن الشعری ،، صـ ۱۳۶

چوتھی صدی حضرت ابو عبیداللہ نیشاپوری و قاضی ابوبکر باقلانی (،، صـ ۱۳۶)

پانچویں صدی۔ حضرت امام غزالی (حجج الکرامہ صـ ۱۳۶)

چھٹی صدی۔ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رح ،،

ساتویں صدی حضرت امام ابن تیمیہ و حضرت خواجہ معین الدین چشتی ،، صـ ۱۳۶

آٹھویں صدی۔ حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی و حضرت صالح بن عمر ،، صـ ۱۳۷

نویں صدی۔ حضرت سید محمد جونپوری۔

دسویں صدی۔ حضرت امام سیوطی (حجج الکرامہ صـ ۱۳۸)

گیارہویں صدی۔ حضرت مجدد الف ثانی سرہندی

بارھویں صدی۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (حجج الکرامہ صفحہ ۱۳۹)

تیرھویں صدی حضرت سید احمد بریلوی (حجج الکرامہ صفحہ ۱۳۹)

چودھویں صدی۔ و برسر مائۃ چہاردہم کردہ سال کامل آنرا باقی است۔ اگر ظہور مہدی علیہ السلام و نزول عیسیٰ صورت گرفت پس ایشاں مجدد و مجتہد باشند" صفحہ ۱۳۹

ترجمہ:۔ یعنی چودھویں صدی کے سر پر جس میں دس سال ابھی باقی ہیں۔ اگر حضرت مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوا اور عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو۔ تو پس اس صدی کے وہی مجدد و مجتہد ہونگے۔

پس ایک طرف ہم وعدۂ حفاظت قرآن قرآن مجید میں پڑھتے ہیں۔ دوسری طرف ہم خدا کو صادق الوعد یقین رکھتے ہوئے امت محمدیہ میں ایسے بزرگوں کو پاتے ہیں جنھوں نے اپنے اپنے منصب کے مطابق فرائض خدمت قرآن ادا کئے۔ تیسری طرف ان کی تصدیق اور تائید میں مسلمہ اور مستند علماء اسلام کا اتفاق پاتے ہیں۔ تو پھر اس حدیث صحیحہ کی صحت میں ذرہ بھر بھی شک نہیں رہتا۔ ورنہ بصورت دیگر یعنی اس حدیث کے غلط قرار دینے میں سارے کے سارے سلسلہ کا انکار کرنا پڑیگا۔ ایک طرف مستند علماء اسلام کے اتفاق کا انکار کرکے ان کو ساقط الاعتبار قرار دینا پڑیگا۔ دوسری طرف متذکرۃ الصدر بزرگوں کو جنھوں نے اپنے تئیں مجدد کے طور پر پیش کرکے مسلمانوں کو اپنی اطاعت اور متابعت کے لئے مجبور کیا۔ نعوذ باللہ جھوٹا قرار دینا پڑے گا۔ تیسری طرف سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا وعدۂ حفاظت قرآن جو کہ خدا کے اور وعدوں کی طرح یقیناً غیر مکذوب ہے۔ وہ جھوٹا ہوا جاتا ہے۔ حالانکہ زمین و آسمان ٹل جائیں۔ مگر خدا کے وعدے اور نوشتے پورے ہو کر رہتے ہیں۔ پس ان حالات میں ہم کوئی وجہ نہیں پاتے۔ کہ متذکرۃ الصدر مجددوں کو اپنے اپنے وقت اور حلقہ کا مجدد تسلیم نہ کریں۔

میں سردست اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔ کہ جب تیرہ صدیوں کے سروں پر مجدد آتے رہے۔ تو اب چودھویں صدی کا سر اچھوڑ وسط بھی گذر چلا ہے۔ اس کا مجدد کون ہے؟ کوئی آیا بھی یا نہیں؟ اس کے متعلق سینکڑوں کتابیں اور رسالے اور اشتہار مفصل طور پر الگ شائع ہو چکے ہیں۔ بلکہ میرے کرم فرما سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندرآباد دکن کی طرف سے دس بارہ سال سے ایک

چیلنج انعامی دس ہزار روپے

کا بھی دیا جا رہا ہے کہ یہ روپیہ اس شخص کو دیا جاویگا۔ جو اس حدیث صحیحہ کے مطابق مجز حضرت احمد قادیانی کے کسی اور شخص کو بطور مدعی مجددیت پیش کر دے۔ یا خود اپنے تئیں بطور مجدد کے پیش کرے۔ اور اس حدیث کی تصدیق کر کے دکھائے اور مجدد کی وہ علامات جو مقررہ و مسلمہ ہیں۔ ان کو اپنے اندر ثابت کر کے دکھلا دے۔ مگر آج تک۔ اس بیش بہا انعام کو حاصل کرنے والا کوئی میدان میں نہیں نکلا۔

حدیث مجدد کے مصداق سینکڑوں ہزاروں ہوئے

البتہ یہاں پر ایک بات واضح کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اس حدیث مجدد کی تصدیق ان خاص متذکرۃ الصدر مجددین تک محدود نہیں۔ بلکہ میرا ایمان ہے۔ کہ جس طرح حضرت خاتم النبیین علیہ السلام سے قبل دنیا کے گوشہ گوشہ اور گاؤں بگاؤں اور ملک بہ ملک نبی رسول اور مصلح ربانی مبعوث ہوتے رہے۔ اور اپنے اپنے حلقہ اور زمانہ کے مطابق اصلاح خلق کا کام کرتے رہے ہیں اور اپنے حلقہ بگوشوں کی ایک جماعت اپنی قائم مقام بنا کر چھوڑ گئے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے متبعین میں سے بھی مختلف شہروں ملکوں اور گاؤں میں ایسے ایسے بزرگ اور ربانی لوگ ہوتے رہے۔ جو اصلاح خلق کا کام باہر ربی سرانجام دیتے رہے۔ اور جیسے جیسے فتنہ اور مرض کا مقابلہ پیش آیا۔ کرتے رہے۔ اور مخلوق کو بدعات رسومات اور بداعتقادات وغیرہ سے نجات دیتے رہے۔ یہ اس لئے بھی کہ باہم ارتباط اور میل ملاپ اور آمد و رفت کے ذرائع اور وسائل اس قدر وسیع اور بکثرت نہیں تھے جیسے کہ اب ہیں۔ اس لئے اللہ تعالٰے کی ربوبیت عامہ اور رحمت خاصہ نے اپنے بندوں کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے آسان ترین وسائل عطا فرمائے۔ جہاں اور جیسے جس جس قسم کے مرض کے دفعیہ کی ضرورت پیش آئی۔ وہاں اپنا سپیشلسٹ ڈاکٹر بھیجدیا۔ مثلاً جیسے ہم دنیاوی حکومتوں کو دیکھتے ہیں۔ کہ جہاں طاعون پھیل رہی ہو۔ وہاں طاعون کے ماہر ڈاکٹر

ؔ یہ رسالہ ۲؍ کے ٹکٹ آنے پر کتاب گھر قادیان سے مل سکتا ہے۔

بھیجتی ہے۔ جہاں سپیفد یا اور کسی قسم کی وبا پھیل رہی ہو۔ وہاں انہی بیماریوں کے ماہر اور ادویہ بھیجدیتی ہے۔ اسی فطرتی قانون کے ماتحت اللہ تعالےٰ نے روحانی امراض کے مطابق اپنے روحانی طبیب بھیجتا رہا۔ اور جن لوگوں نے ان روحانی طبیبوں کی باتوں پر کان دھرا۔ وہ صحتیاب ہوگئے۔ اور جنہوں نے آج کل کے فتوے باز مولویوں کے فتووں کو مانا وہ ہلاک ہوگئے جیسا کہ شروع شروع میں جب گورنمنٹ انگلشیہ نے چیچک کا ٹیکہ نکالا۔ تو فتوے باز مولویوں نے مسلمانوں کو اس سے باز رکھا۔ اور نتیجہ ہلاکت ہوئی۔ آخر ہوتے ہوتے اب لوگوں کو سمجھ میں آگیا۔ اور اب ان فتوے بازوں کی پرواہ نہیں کرتے۔

مجددین زمانہ سے علمائے زمانہ کا مکذبین انبیا والا سلوک

چونکہ خدائے حکیم و خبیر ایسے ربانی لوگ اسی وقت مبعوث فرماتا ہے۔ جبکہ اشتہاری اور بازاری طبیب اپنے نفسانی اغراض کے ماتحت یا الٰہی علم کی کمی کے باعث مخلوق کی ہلاکت کا موجب بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان کو یہ گوارا ہی نہیں ہوتا۔ کہ کوئی شخص ان کے رنگ میں بھنگ ڈالے۔ اس لئے باوجودیکہ ان میں باہم خواہ کتنا ہی اختلاف اور بغض و عناد اور نفاق و انشقاق کیوں نہ ہو۔ مگر اس حقیقی عالم ربانی کی مخالفت میں یک زبان ہوجاتے ہیں۔ اور اپنے تفرقہ کو ایک لمحہ کے لئے یکسر بھول جاتے ہیں۔ اور جو کچھ ان بازاری طبیبوں کے بس میں ہے۔ کر گذرتے ہیں۔ اگر حکومت میں اقتدار ہو تو اپنے فتووں کے زور سے دار پر لٹکاتے ہیں۔ کھال اُدھڑواتے ہیں۔ قید کرواتے ہیں۔ اس کے جان و مال پر حملہ کرتے ہیں اس کے عزت و ناموس کے برباد کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر باوجود اپنی ان مسلسل اور ناکام مساعیٔ رذیلہ کے وہ اپنے مقصد میں ناکام اور بد انجام رہتے ہیں۔ اور وہ ربانی لوگ جس مہم اور مقصد کو لیکر اٹھتے ہیں۔ اس کو وہ پورا کر لیتے ہیں۔ اور اپنے ایک وجود کی جگہ ہزاروں وجود ایسے پیدا کر جاتے ہیں۔ جو بنیان مرصوص کی طرح کفر و شرک کے مقابل سد سکندری سے زیادہ مضبوط اور استوار دیوار بن جاتے ہیں۔ اور جلد ہی وہ دن آجاتا ہے۔ جب کہ وہ روحانی ذرے آسمانی درخشندہ اور چمکدار اور روشن ستاروں کی طرح جگمگ جگمگ چمکتے ہیں اور وہ فتوے باز زمینی کیڑے جو اپنے قول و فعل سے خدا کے ان برگزیدوں کے راہ میں سدِ راہ بنے تھے اور ایذا رسانی میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑ رکھا تھا۔ وہ دنیا سے ہمیشہ کے لئے

ناپید ہو جاتے ہیں۔ اور کوئی شخص ان کی طرف منسوب ہوتا تو کجا ان کا نام لینا بھی پسند نہیں کرتا۔

مثال کے طور پر پہلے چند ایک انبیاء کے متعلق عرض کر چکا ہوں۔

اور حضرات خلفاء کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین کے متعلق تو تمام دنیا جانتی ہے۔ کہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ اور حضرت عمر رضی اللہ اور حضرت عثمان رضی

کے متعلق اہل تشیع کا جو فتوےٰ ہے۔ اور جو ان کا عمل ہے۔ وہ ان کی کتب زاد المعاد اور تحفۃ العوام وغیرہ کے مطالعہ سے بخوبی معلوم ہوتا ہے۔ جہاں لکھا ہے۔ کہ

"در ہر نماز قبل دعا سب شیخین تام بنام گفتہ بدعا مشغول شوند"

یعنی دعا کی قبولیت کا واحد ذریعہ یہی ہے۔ کہ ان ہر دو خلفاء پر سب وشتم اور لعنت کا وظیفہ جاری رکھا جاوے۔ علاوہ ازیں شیعوں کے آئے دن کے مناظرے اور ہزاروں صفحات ان خلفائے کرام کے نعوذ باللہ کافر اور بے ایمان ثابت کرنے میں سیاہ کئے جاتے ہیں۔ پھر ان کی تودہ طومار کتب جو محض خلفاء کرام پر مطاعن الزامات اور سب وشتم سے بھری پڑی ہیں۔ اب تک موجود ہیں۔ ان کے علاوہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی

جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین زوجہ محترمہ تھیں۔ اور جن کی وساطت سے دین اسلام کے علم کا بیشتر حصہ ہمیں نصیب ہوا ہے۔ ان کے حق میں جس قدر مطاعن اور گندی باتیں شیعوں کی کتب میں اور اب آئے دن اُن کے اخباروں اور رسائل میں درج کی جاتی ہیں۔ وہ پبلک سے مخفی نہیں۔

ان کے بالمقابل خوارج کی طرف سے **حضرت علیؓ** اور ان کی زوجہ محترمہ **حضرت فاطمۃ الزہراؓ** اور حضرت امام حسنؓ اور **حضرت امام حسینؓ** و دیگر ائمہ اطہار کے متعلق جو کچھ نیش زنیاں۔ اور الزامات کفر و تفسیق وغیرہ کے فتوے ان کی کتب میں درج ہیں میرے قلم میں طاقت نہیں۔ کہ ان کا اعادہ کر کے اس رسالہ کو ملوث کروں۔ اتنا ضرور کہوں گا۔ کہ ایک طرف شیعہ حضرات تو جان نثاران رسول اور عین تلاطم کفر و ضلالت

اور مخالفت و معاندت میں رفاقت رسولؐ اختیار کرنے والے صحابہ کرام خصوصًا خلفاء کرام کو کافر و بے ایمان قرار دے کر اور دوسری طرف خوارج نے حضرت علی رضؓ اور ان کی آل طیبہ اور دیگر ائمۂ اطہار کو کافر و خارج ٹھیرا کر اپنے تئیں نہ صرف نادان دوست بلکہ خطرناک سے خطرناک دشمن سیدنا محمد صلعم ثابت کیا ہے۔ کیونکہ جس قدر آنحضرت صلعم نے اپنے جان مال اور عزت و ناموس کو جوکھوں میں ڈال کر اور خدا کے حضور دعائیں اور گریہ و زاری کر کے نہایت محنت و مشقت سے ایک مقدس جماعت تیار کی اور اس کو اپنا جانشین بنا کر عالم جاودانی کو سدھارے۔ وہ سب کے سب خوارج اور اہل تشیع حضرات کے متفقہ فیصلہ اور فتوے کی رو سے کافر مرتد فاسق اور بے ایمان ہو گئے۔ تو پھر ناظرین ایمانداری سے کہیں۔ کہ آنحضرت صلعم کو کون کامیاب اور مظفر و منصور نبی قرار دے سکتا ہے؟ کیونکہ جب ان کے دیکھنے والے اور ان کی صحبت میں دن رات بیٹھنے اٹھنے والے بے ایمان اور کافر و مرتد ہو گئے۔ تو آئندہ آنے والے مسلمان کس قطار و شمار میں سمجھے جا سکتے ہیں۔ گویا بالفاظ دیگر اسلام ہی آنحضرت صلعم کی وفات کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو گیا۔

ان کے بالمقابل ایک تیسرا فرقہ وسطی ہے۔ جو اہل سنت والجماعت کا فرقہ کہلاتا ہے ان کے لئے ابتدا میں بڑی مشکل تھی۔ کیونکہ ان کے عقیدہ کی رو سے آنحضرت صلعم اپنے پیچھے قدسیوں کی جماعت چھوڑ گئے تھے اس لئے یہ صحابہ کرام میں سے کسی کو بھی برا نہیں کہہ سکتے تھے سب صحابہ کو خدا کے نور سمجھتے تھے۔ مگر تا بہ کے۔ خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ

اہلسنت کہلانے والوں کی تکفیر بازی کی ابتدا

بدلتا ہے۔ فیج اعوج کا زمانہ شروع ہونے والا تھا۔ قرآنی وعدہ اور حدیث نبوی کے مطابق ہر صدی کے سرے پر مجددین اور ربانی لوگوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ تو ان پر وہی خوارج اور روافض وغیرہ کا سا مکروہ رنگ تکفیر و تفسیق چڑھنا شروع ہوا۔ کیونکہ جیسا کہ واقعات سے ثابت ہے۔ خلفاء کرام پر کفر و فسق کے فتوے اہل تشیع نے محض اسی وجہ سے لگائے۔ کہ ان بزرگ ہستیوں نے اپنے خلافت کے منصب کو قرآن و فرمان نبوی کے مطابق ادا کیا۔ اور شیعوں نے اپنی منشاء کے مطابق نہ پایا۔ اسیطرح حضرت علی رضؓ نے خوارج کے منشاء کے مطابق فیصلے نہ کئے۔ بلکہ جو کچھ قرآن و فرمان نبویؐ کے مطابق سمجھا۔ عمل میں لائے۔ اس لئے خوارج نے اہل بیت اور ائمہ اطہار کے خلاف لب کشائی کی۔ اور تکفیر و تفسیق

کے تیر چلائے ۔

اسیطرح جب بھی حسب ضرورت کوئی بزرگ مجدد ہوکر مبعوث ہوتے اور مسلمانوں کی بدعات شنیعہ اور اعتقادات قبیحہ کو قرآن وحدیث کے خلاف پاکر اصلاح کرنی چاہی۔ تو جھٹ اہلِ سنت والجماعت کہلانے والے خوارج اور شیعوں والا پرانا حربۂ تکفیر وتفسیق کا چلاکر تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ کا مصداق بن گئے۔ گویا بلحاظ تکفیر وتفسیق مومنین کے اہلِ تشیع وخوارج اور اہلِ سنت والجماعت ایک ہی مد میں داخل ہوگئے۔ اب ان میں سے کسی کو بھی ایک دوسرے کو یہ کہنے کا حق نہیں رہا۔ کہ تم خلفاء کو کافر کہتے ہو۔ یا تم ائمہ اطہار کو کافر کہتے ہو۔ کیونکہ یہ خود اسی قسم کے جرم کے مرتکب ہوچکے ہیں۔ اس کے لئے میں ذیل میں بطور نمونہ چند ایک بزرگانِ دین اور مجدد دین اور اولیاء کرام جن کی اب بعد میں آنے والے لوگ غلو بھری تعظیم کرتے ہیں۔ ان کی تفصیل مفتیوں کے فتوے۔ ان کے انجام۔ سلوک وغیرہ مختصراً درج کرتا ہوں ۔ جس کے مطالعہ سے ناظرین پر یہ امر کھل جائیگا۔ کہ ان اہلِ سنت کہلانے والے مسلمانوں کے کفر باز آباؤ اجداد نے ان بزرگوں کی زندگی میں تو ان سے وہی سلوک کیا۔ جو گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے مخالفین اور منکرین نے کیا۔ مگر بعد میں آنے والی نسلوں نے تدریجاً ان کو آسمان پر چڑھالیا۔ اور اب ان کی قبریں پوجا کرتے ہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے۔ ؎

جب مر گئے تو آئے ہمارے مزار پر
پتھر پڑیں صنم ترے ایسے پیار پر

ناظرین نبردار پڑھیں اور ان فتوے باز مولویوں کے حالات پارینہ سے عبرت حاصل کریں ۔

فہرست علمائے ربانی جنکی تکفیر کی گئی ؎

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نعوذ باللہ واستغفر اللہ خارج از اسلام کہنے والے اب تک تمام ایران وہندوستان وغیرہ بلاد میں موجود ہیں۔ (تحذیر المومنین ص۵)

؎ . یہ فہرست جو کتب معتبرہ خیرہ الخیرۃ وفتح الخلائق۔ بحر الرائق اور ہدیہ مجددیہ وغیرہ سے مرتب کیگئی (خیر ملتانی)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بھی نعوذ باللہ مرتد کہنے والے ہزاروں پائے جاتے ہیں۔ جن سے اکثر اہلسنت وجماعت وخصوصاً مولوی صاحبان آشنائے ملاقات رکھتے ہیں۔ ان ملاقات رکھنے والوں کے لئے مولوی صاحب فتویٰ تکفیر کا نہیں لکھتے۔ مگر جو مرزا صاحب سے ملے۔ وہ کافر ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۴۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بھی نعوذ باللہ ایسا ہی کہنے والے مسقط وبصرہ وغیرہ میں خوارج اب تک موجود ہیں۔ (منہاج السنہ صـ)

۵۔ امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو کہا کہ یہ بت پرستوں کی سی باتیں کرتے ہیں

۶۔ عبداللہ عباس رضی اللہ عنہ ان صحابی جلیل القدر کو بعض معاصرین ان کے ذمّاً کہا کرتے تھے۔ کہ انہ یفسر القرآن بغیر علم یعنی عبداللہ بن عباس قرآن مجید کی تفسیر بغیر علم ماثور کے کیا کرتے ہیں۔ اللہ اکبر جس کی نسبت حضرت رسول مقبول صلعم دعا فرمائیں کہ اللّٰھم فقھہ فی الدین وعلّمہ التاویل اس کو یہ ایذاء قولی پہنچائی جاوے۔

۷۔ حضرت امام حسین علیہ السلام یزید پلید نے بوجہ حضرت امام حسین کے انکار اطاعت کے علماء سے قتل کا فتوےٰ طلب کیا۔ علماء نے آج کل کے علماء کی طرح شقاوت ازلی اور طمع نفسانی سے قتل کا فتوےٰ دیا۔ تو پھر جب فتوےٰ علماء کے یزید پلید نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو معہ آل واولاد بھوکا پیاسا دشت کربلا میں شہید کر دیا۔

(افضل الاعمال فی جواب نتائج الاعمال صـ)

۸۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بہت بے ادبی ہوئی۔ بعض نے جاہل بعض نے بدعتی بعض نے زندیق اور بعض نے کافر کہا۔ انکار کرنے عہدہ قضا سے آپ پر سختی ہوئی۔ خشت شماری کا ذلیل کام ان سے کرایا گیا۔ آخر قید خانہ میں زہر دئے گئے اور ماہ رجب سنہ ۱۵۰ھ میں انہوں نے وفات پائی۔ قبل از دفن چھ بار نماز جنازہ پڑھی گئی۔ پہلی مرتبہ کم وبیش پچاس ہزار آدمیوں کا مجمع تھا۔ دفن کے بعد بھی بیس دن تک لوگ جنازہ کی نماز پڑھتے رہے۔ امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ سے یوسف ابن خالد نے وتر کا مسئلہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا واجب ہے۔ اس فقیہہ نے کہا کفرت یا ابا حنیفہ اس کے جواب میں

امام صاحب نے فرمایا کہ ابھولنی اکفارک ابای وانا اعرف الفرق بین الواجب والفرض یعنی کیا تیری کافر کہنے نے مجھے ڈرا دیا ہے۔ حالانکہ میں واجب و فرض کا فرق جانتا ہوں۔

۹۔ ابو عبداللہ امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو جن کا مکہ معظمہ وطن رسول اللہ صلعم کے ہم نسب یعنی باپ کی طرف سے قریشی و مطلبی ماں کی طرف سے ہاشمی ہفت سالہ عمر میں قرآن حفظ کیا۔ انکو اضر من الجلیس کہا۔ رفض کی طرف نسبت کرکے قید کیا۔ اور ان کے مرنے کی دعائیں کیں۔ علماء عراق و مصر نے ایسی تہمتیں لگائیں۔ کہ یمن سے دارالسلام (بغداد) تک بیحرمتی و بیعزتی سے قید کرکے بھیجے گئے۔ ہزاروں آدمی ملامت اور گالیاں دیتے جاتے تھے۔ اور وہ انمیں سر جھکائے ہوئے تھے۔ وفات ان کی رجب ۲۰۴ھ ہجری میں ہوئی۔

۱۰۔ ابو عبداللہ امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تبع تابعین مدینہ منورہ کے رہنے والے اور مدینہ رسول اللہ صلعم کے امام پچیس برس تک جمعہ وجماعت کے لئے باہر نہ نکلے ذلت سے قید کئے گئے۔ ایسی بیدردی سے مشکیں بندھیں کہ ہاتھ بازو سے اکھڑ گیا پھر اونٹ پر سوار کرا کر کہا گیا کہ اس مسئلہ کی صحت کا اقرار کریں۔ جس کو وہ دل سے غلط جانتے تھے۔ لیکن امام صاحب نے اونٹ پر کھڑے ہو کر کہا۔ کہ جو مجھے جانتا ہے وہ جانتا ہے۔ جو نہ جانتا ہو وہ جان لے کہ مالک انس کا بیٹا ہوں۔ اور صاف کہتا ہوں کہ طلاق المکرہ لیس بشئ اسپر ستر کوڑے مارے گئے۔ اور قید رکھے گئے۔ ہارون رشید نے درخواست کی کہ اس کے فرزندان مامون و امین کو آنکر موطا روایت کریں۔ آپ نے فرمایا کہ العلم یوتی ولا یأتی ہارون رشید اس جواب سے خوش ہوا۔

۱۱۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ باین تبحر واتقاء ۲۸ ماہ قید میں رہے۔ بھاری بھاری زنجیریں ان کے پاؤں میں ڈالی گئیں۔ ذلت کرنے کو مجلسوں میں بلائے جاتے۔ اور لوگ ان کو طمانچے مارتے۔ اور منہ پر تھوکتے۔ اور ہر شام کو جیل خانہ سے نکال کر کوڑے مارے جاتے اور یہ سب کچھ اس لئے تھا کہ وہ ایک مسئلہ میں اس زمانہ کے لوگوں کی موافقت نہ کرتے تھے۔ قدم و خلق قرآن مجید کے مسئلہ میں ثابت و قائم رہنے کے باعث معہ محمد بن نوح پا بہ زنجیر طرطوس روانہ کئے گئے۔ اسی مسئلہ میں ابو حسن زیادی نصر بن شمیل حاریری ابو نصر

شمار علی بن مقاتل بشر بن الولیدی وغیرہ کبھی پولیس کی حراست میں ملک شام کو روانہ ہوئے تھے۔ یہ رجب ۲۱۸ھ ہجری کا واقعہ ہے۔ جس میں مامون الرشید کا انتقال ہوا حضرت امام احمد کی نماز جنازہ پر لکھوکھا آدمیوں کا ہجوم تھا۔

۱۲۔ امام محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمتہ اللہ علیہ باہیں علم وفضل وطن سے نکالے گئے۔ اور ان کو برا کہنے والے مولوی اب تک موجود ہیں قصور یہ تھا کہ علم کی توقیر قائم رکھتے اور سماع حدیث شریف میں ایک قوم کو خاص کرنے کی قائل نہ تھے۔ بخارا سے نکالے گئے اور اہل سمرقند کے استدعا پر سمرقند کو روانہ ہوئے جب یہ قریہ خرتنگ پہنچے تو اس امر کے معلوم ہونے پر کہ سمرقندی بھی ان کے اس بلدہ میں رہنے پر اختلاف کرتے ہیں۔ بعد از نماز تہجد آپ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ اَللّٰھُمَّ قد ضاقت علی الارض بما رحبت فاقبضنی الیک یعنی خداوندا زمین باہیں فراخی مجھ پر تنگ ہوگئی۔ پس مجھکو اپنی طرف لے لے سو اسی میں بیمار ہو کر غرہ شوال ۲۵۶ھ ہجری میں وفات پائی رحمتہ اللہ علیہ رحمتہ واسعتہ کاملتہ
از ترجمہ فارسی مشکوٰۃ شیخ عبدالحق۔ ہدیہ مجددیہ ص۳۲

۱۳۔ ابوعبدالرحمٰن امام نسائی رحمتہ اللہ علیہ کی مسجد میں مسئلہ تفضیلت صحابہ رضوان اللہ تعالٰے علیہم اجمعین پر بیحرمتی ہوئی۔ اور ایسا مار کر مسجد سے باہر لے آئے۔ اسی سبب سے بیمار ہوئے۔ اور وفات پائی از ترجمہ مشکوٰۃ۔ امام نسائی کی وفات ۳۰۳ھ ہجری میں ہوئی

۱۴۔ ابو یزید بسطامی رضی اللہ عنہ ثقات نے ان سے نقل کیا کہ سات بار اُن کو ان کے شہر سے نکال دیا۔ جبکہ سیر سند سے واپس ہو کر بسطام کو آئے اور مقامات انبیا اور اولیا کے علوم میں کلام کیا۔ جن کو ان کے شہر والے نہیں جانتے تھے۔ تو حسین بن عیسیٰ بسطامی نے اس کا انکار کیا یہ شخص امام ناصبیہ اور علم ظاہر میں وہاں کا مدرس تھا۔ اس نے اہل بلد کو حکم دیا کہ ابو یزید رضہ کو بسطام سے نکال دیں۔ انہوں نے ان کو نکالدیا۔ یہ بسطام کو نہ گئے۔ مگر بعد موت حسین مذکور کے اس کے بعد لوگ ان سے مالوف ہوگئے۔ ان کی تعظیم کی۔ ان سے برکت حاصل کرنے لگے۔ پھر حسین کا قائم مقام ایک کے بعد دوسرا ہوتا رہا۔ اور وہ ان کو نکالتا رہا۔ پھر ان کا امر اسسمات پر مستقر ہوا کہ لوگ ان کی تعظیم کرتے ان سے اسوقت تک برکت حاصل کرتے ہیں

۱۵۔ ذوالنون مصری بغداد کو باندھ کر اس کیفیت سے بھیجے گئے کہ پابدست دگرے دست بدست دگرے اور ایک جماعت حضرات مولویوں کی ان کے کفر و زندقہ پر گواہی دینے کیلئے

ہمراہ گئے راستہ میں ایک عورت نے کہا کہ خوف نہ کر جب تک اللہ جل جلالہٗ نہ چاہے۔ بندہ کچھ نہیں کر سکتا۔ آپ فرماتے ہیں کہ راہ میں ایک سقا نے مجھکو پانی پلایا ہمراہی کو اشارہ کیا۔ کہ ایک دینار ان کو دیوے۔ اس نے کہا کہ قیدی و اسیر سے لینا جوانمردی نہیں ہے۔

۱۶۔ سہل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ شہر تستر سے جانب بصرہ اخراج کئے گئے وہ سہل بن عبد اللہ جو ایک کلمہ کے وظیفہ کرنے سے مقامات عالیہ اور کرامات متعالیہ تک پہنچے۔ اور وہ کلمہ یہ تھا کہ اللہ معی اللہ ناظری اللہ شاھدی

(افضل الاعمال ص۲۴)

۱۷۔ ابوالحسن قوشنجی رحمۃ اللہ علیہ قوشنج میں بزندقہ مطعون ہوئے۔ وہاں سے نیشاپور گئے۔ راستہ میں ایک ترک نے پیچھے سے گردنی ماری۔ لوگوں نے کہا یہ فلاں بزرگ ہے۔ وہ معذرت سے پیش آیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تو فکر نہ کر جہاں سے یہ آیا ہے وہ بنچکا ہے۔

(افضل الاعمال ص۲۴)

۱۸۔ ابوسعید خراز رح کی تکفیر کے فتوے بھی مرتب ہوئے۔ جن کو لسان التصوف کہا گیا ہے اور چار سو کتابیں علم تصوف میں انہوں نے تصنیف کی ہیں۔

۱۹۔ سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی تکفیر کی گئی۔ جن کا لقب قوم میں سلطان المحققین ہے۔ اور بخطاب اعدل المشائخ وطاؤس العلماء ولسان القوم ولسان التصوف کے مشہور و معروف ہیں (افضال الاعمال فی جواب نتائج الاعمال ص۲۵)

۲۰۔ محمد بن فضل بلخی رحمۃ اللہ علیہ بلخ سے نکالے گئے۔ جو طبقہ ثانیہ سے ہیں۔ کہ اعرف الناس باللہ اشدھم مجاھدۃ فی اوامرہ واتبعھم لسنۃ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ افضال الاعمال فی جواب نتائج الاعمال ص۲۶)

۲۱۔ ابوعثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ کی زدوکوب تشہیر کے ساتھ کی گئی۔ اور مکہ معظمہ سے طرف بغداد کے اخراج کئے گئے۔ یہ طبقہ پنجم سے ہیں۔ ان کی ملفوظات سے ہے۔ الاعتکاف حفظ الجوارح تحت الاوامر ادر العاصی خیر من المدعی لان العاصی ابدا یطلب طریقۃ توبتہ والمدعی یخبط ابدا فی خیال دعواہ

۲۲۔ حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی تکفیر کی گئی۔ جن کو حضرت جنید بغدادی نے تاج القوم کا لقب دیا تھا۔ اور بڑے درجہ کے عالم اور فقیہ تھے۔ اور مذہب میں

مالکی المذہب تھے۔

۲۳- سمنون بن حمزہ رحمۃ اللہ علیہ پر لوگوں نے خلیفہ وقت کو متغیر کر دیا ان کے قتل کا حکم ہوا۔ خلیفہ کو خواب میں ظاہر ہوا کہ تیرے ملک کا زوال سمنون کی حیات کے زوال سے ہے۔ دوسرے روز صبح کو بلا کر خلیفہ نے عذر خواہی کی۔ افضل الاعمال فی نتائج الاعمال ص۲۴

۲۴- امام ابو بکر نابلسی رحمۃ اللہ کی باوجود علم وفضیلت مولویوں کے حکم سے کھال کھینچی گئی۔ اور بعد سلخ کے ملک مغرب سے طرف مصر کے اخراج کئے گئے۔

۲۵- ابو الحسن صبحی رحمۃ اللہ کو اہل بصرہ نے بصرہ سے نکال دیا۔ وہ سوس چلے گئے۔ اور وہیں انتقال کیا۔

۲۶- ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ باوجود تبحر وامامت زندیق قرار دئے گئے۔

۲۷- شیخ ابو مدین رح جو شیخ ابن عربی کے بھی شیخ تھے۔ اور ان کا ذکر فتوحات میں بھی کیا گیا ہے۔ اپنے وطن سے تلمسان کی طرف نکالے گئے۔

۲۸- شیخ ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ مغرب سے قید کر کے بگناہ زندقہ مصر کو بھیجے گئے۔ اب تک ان کے پیروان طریقت مکہ معظمہ و مدینہ منورہ زاد اللہ شرفہما میں بکثرت آکر حلقہ ذکر وشغل کرتے ہیں۔ اور بہت اعتقاد سے ان کا طریق اقرب وصول الی اللہ گنا جاتا ہے۔ افضل الاعمال فی نتائج الاعمال ص۲۶

۲۹- عز الدین بن عبد السلام رح کی بھی تکفیر کی گئی۔ جن کی شان میں ابن دقیق العید کہتے ہیں۔ کہ ھو احد سلاطین العلماء اور ابن حاجب کہتے ہیں کہ ھو افقہ من الغزالی ذہبی ان کے حق میں کہتے ہیں۔ کہ معرفت مذہب ساتھ زہد وورع کے ان کی طرف منتہی ہوئے اور رتبہ اجتہاد کو پہنچے ہوئے تھے۔ امام منذری اون کے ادب کے قائل ہیں۔ اور ان کے روبرو فتوے نہیں دیتے تھے۔ مگر باایں ہمہ وہ بھی تکفیر سے نہ چھوڑے گئے۔ بلکہ ان کی تکفیر کے واسطے ایک مجلس منعقد کی گئی۔

۳۰- شیخ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ اباحیہ ٹھہرائے گئے۔ اور ان کی بڑی سبکی کی گئی اور اباحت خمر ولواطت کا ان کے اوپر الزام لگایا گیا۔ حالانکہ وہ ایک امام فقیہ محدث حافظ حدیث مفسر اصولی متکلم نحوی لغوی ادیب جدلی خلافی نظار شیخ الاسلام تھے۔ صلاح صفدی نے ان کے حق میں کہا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ بعد امام غزالی کے مانند ان کے

کوئی نہیں آیا۔ میرے نزدیک لوگ ان پر اس قول میں ظلم کرتے ہیں۔ میرے نزدیک وہ نہیں ہیں مگر مثل سفیان ثوری کے۔

۳۱۔ شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبد القادر رحمۃ اللہ الحسنی والحسینی الجیلانی کو فقہا نے کافر کہا۔ ابن جوزی رحمۃ اللہ مسائل میں آپ سے سخت مخالفت و انکار کرتے رہے۔ ابن جوزی صاحب کا نہ صرف حضرت پیر قدس اللہ سرہ العزیز پر انکار تھا۔ بلکہ انہوں نے ایک کتاب رد و طعن و انکار میں اکثر مشائخ علماء باطن و اہل معارف کے لکھی ہے۔ جس کا جواب شیخ امام اجل عفیف الدین عبد اللہ یافعی نے اپنی توالیف میں و نیز سید احمد زروقی نے اپنی کتاب القواعد الطریقہ فی الجمع بین الشریعۃ والحقیقۃ میں دیا ہے۔ اور شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ نے اس کتاب کے اکثر مسائل کا ترجمہ اپنے رسالہ مرج البحرین فی الجمع بین الطریقین میں کیا ہے۔ شیخ عالم عارف کامل خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی فصول ستہ میں ابن جوزی کے ذکر میں فرمایا کہ ہو الشیخ امام حافظ فصیح متبحر مصنف در اقسام علوم و دو و بست و پنجاہ تصنیف کردہ و بنہاں ماند در تہا نخانہ پنج سال بسبب انکار وے بر شیخ عبد القادر قطب الاولیا و تاج المفاخر و بر غیر وے از شیخ اہل معارف و بود ایں انکار وے از جملہ خذلان و تلبیس شیطان و نزد من عجب از وے در انکار وے بر ایشاں۔ شیخ عبد الحق صاحب ترجمہ فارسی مشکوۃ میں فرماتے ہیں۔ کہ میں نے ایک رسالہ حرم شریف میں دیکھا جس میں ذکر تھا کہ بعض مشائخ و علماء نے ابن جوزی کو حضرت پیر صاحب کے پاس بھیجکر طلب عفو و صفح کی اور آپ نے عفو کیا۔

۳۲۔ شیخ محی الدین ابن عربی رح جو شیخ اکبر کہلاتے ہیں۔ ان کو کافر کہا گیا۔ بلکہ حضرات مولویوں نے یہ فتوے دیا کہ کفرہ اشد من کفر الیہود والنصاریٰ یعنی ان کا کفر یہود و نصاریٰ کے کفر سے بڑھکر ہے۔ اس پر بھی صبر نہیں آیا بلکہ ان کے تمام گروہ پر تکفیر کا فتوے جاری کیا۔ پھر بھی ٹھنڈے نہ ہوئے حتی کہ ان کے کفر پر شک کرنے والوں پر بھی کفر کا فتوے دیکر صاف کہدیا کہ من لم یکفر طائفۃ ابن عربی کان لم یکفر الیہود والنصاریٰ ومن شک فی کفرہ ومن عملہ فھو کافر ومن شک فی کفر من شک فی کفرہ فھو کافر۔ لیکن اب حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ امام الموحدین محدث کبریت احمر اکسیر اعظم اور شیخ الطائفہ کے لقب سے پکارے

ے زمانہ حال کے فتوی باز تحت ادیم السما کے غور سے پڑھیں۔

جاتے ہیں۔ اور بڑے بڑے اکابر ان کو بزرگ اور مقبول مانتے ہیں۔

۳۳۔ مولوی جلال الدین رومی[۳۴] مولوی عبدالرحمن جامی۔ شیخ فرید الدین عطار[۳۵] رحمہم اللہ کو معہ شیخ محی الدین ابن عربی کے کافر جاننے اور کہنے والے مسلمان نواح سوزد وغیرہ میں اب تک موجود ہیں۔ بلکہ ان کے نزدیک جو اور کوئی شخص ان حضرات کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے معاذ اللہ گویا گذشتگان کو کافر کہنے پر ہی مدار اسلام ہے۔ اللہ جل جلالہ رحم فرمائے

۳۶۔ حسین بن منصور حلاج بھی مولویوں کے فتوے سے دار پر لٹکائے گئے۔ شیخ فرید الدین عطار و محمد اسمٰعیل شہید نے باختلاف قلیل اس محل میں فرمایا ہے۔ کہ عجب ہے جو شخص وادی مقدس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو درخت سے آواز انی انا اللہ آنی روا رکھے۔ اور خیال کرے کہ درخت درمیان نہ تھا۔ وہ شخص کیوں روا نہیں رکھتا۔ کہ منصور سے انا الحق نکلا اور منصور درمیان نہ تھا۔

۳۷۔ شیخ ابو الحسن اشعری شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف الحاد و کفر کی نسبت کی گئی۔ حالانکہ وہ سنیوں کے امام مانے جاتے ہیں۔

۳۸۔ ابو حامد غزالی رحمۃ اللہ کافر ٹھہرائے گئے۔ ان کی کتابوں کا جلا دینا اور ان پر لعنت کرنا ثواب سمجھا گیا۔ کسی دوست نے ان کو لکھا کہ تمہاری کتابوں پر لوگ طعن کرتے ہیں اور سلف صالح کے عقائد کے خلاف جانتے ہیں۔ اس کے جواب میں آپ نے لکھا ہے کہ "اے عزیز ان حاسدوں کی باتوں پر خیال نہ کر اور ان جاہلوں کے طعن و لعن سے کچھ رنجیدہ نہ ہو۔ ان کی باتوں پر صبر کر اور ان کو بکنے دے۔ استحقر من لا یحسد ولا یقذف واستغفر من با لکفر والضلال لا یعرف۔ یعنی ذلیل جان اس آدمی کو جس کا لوگ حسد نہ کریں۔ اور حقیر سمجھ اس شخص کو جس کی طرف کفر اور گمراہی کی نسبت نہ کیجاوے۔ ایسے لوگوں کی اصلاح کی امید نہ کر جو صرف حسد سے برا بھلا کہتے ہیں۔ اور ایسے جاہلوں کی بات نہ سن جو تھوڑی سی مخالفت کو بھی اگلوں کے کفر جانتے ہیں۔ اور ان مفتیوں اور مولویوں کی باتوں پر کچھ خیال نہ کر جو ذرہ ذرہ بات پر فد کفر قد کفر بکنے لگتے ہیں۔ کیا وہ فقہ کے پڑھ لینے اور نجاست کے ازالہ اور زعفران کے طلا کے مسئلہ جان لینے سے کفر و ایمان کی حقیقت سمجھ سکتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی طرف توجہ نہ کر اور اپنے دھندے کو نہ چھوڑ۔ یہ امام صاحب اب موافقین و مخالفین میں حجت الاسلام

کے لقب سے پکارے اور مانے جاتے ہیں۔ اُن کی کتب و رسائل مثل احیاء العلوم کیمیائے سعادت تہافت الفلاسفہ قسطاس المستقیم وغیرہ کس قدر عزت وقدر سے مروج ومشہور ہیں۔

۳۹۔ **حکیم ترمذی** بھی بلخ کی طرف خارج کئے گئے۔ اور تمام کتابیں انکی جمع کرکے دریا میں ڈالی گئیں۔ قصور یہ تھا۔ کہ کتاب ختم الاولیاء وعلل الشریعۃ جب انہوں نے تصنیف کی تو اس سے تفضیل ولایت کی نبوت پر استنباط کی گئی۔ کیونکہ انہوں نے اس لفظ ذیل سے تمسک کیا تھا۔ کہ یغبطھم النبیون والشھداء اور یوں استدلال کیا۔ کہ اگر بعض اولیاء انبیاء وشہداء سے افضل نہیں تو غبطہ کیوں ہے۔ حالانکہ حکیم نے ان کے آگے ان باتوں کا بہت ہی عذر کیا۔ اور کہا کہ میں مذہب میں تمہارا موافق ہوں۔ غرض اس سے تفضیل انبیاءؑ کی اولیاء پر کلیتاً نہیں ہے۔ مگر کسی نے نہ مانا۔

۴۰۔ **نسیمی** رحمۃ اللہ علیہ کی کھال ادھیڑی۔ اور ایک حیلہ ان کے قتل کا نکالا۔ اس بات پر کہ وہ قوت حجج سے لوگوں کو قطع کر دیتے تھے۔ وہ حیلہ یہ تھا۔ کہ سورہ اخلاص لکھ کر اور ایک کفش دوز کو رشوت دیکر کہا کہ یہ ورقہ محبت وقبول ہے۔ تو اس کو ہمارے پاپوش کے اندر رکھ کر سی دے۔ پھر اس پاپوش کو طریق لعید سے بطور ہدیہ کے نسیمیؒ کے پاس بھیجا۔ ان کو معلوم نہ تھا۔ انہوں نے اس کو پہنا۔ نائب حلب کو خبر دی۔ کہ نسیمیؒ نے قل ہو اللہ احد لکھکر اپنی طباق نعل میں رکھی ہے۔ اگر یقین نہ ہو تو کسی کو بھیجکر دکھلا لو۔ چنانچہ جاکر اس کو نکال لائے۔ شیخ نے اپنی جان اللہ کو سونپی۔ کچھ جواب نہ دیا۔ اور جان لیا کہ وہ بیشک اس صورت میں مارے جائینگے۔ ان کے شاگردوں نے خبر دی۔ کہ وہ توحید میں موشحات پڑھتے تھے۔ چنانچہ پانسو بیت بنا ڈالے۔ لوگ ان کی کھال ادھیڑتے تھے۔ اور وہ ان کی طرف نظر کرتے۔ اور مسکراتے۔ (طبقات الشوری ص۱۹۱)

۴۱۔ **سید احمد رفاعیؒ** کی بھی تکفیر کی گئی۔ جن کی نسبت مولوی جامی صاحب فرماتے ہیں خرق اللہ سبحانہ علی ھدیہ الفوائد وفذب لہ الاعیان واظھر العجائب۔

۴۲۔ **ابن سمعون** کی طرف وہ وہ الزامات لگائے گئے جن کے سبب ان کے جنازہ پر نماز بھی نہیں پڑھی گئی۔

۴۳۔ **قاضی عیاض** صاحب شفا کو یہودی کہا گیا۔ حتیٰ کہ اسی الزام سے قتل کئے گئے

۴۴۔ **سمنون**۔ اسی طرح سمنون محب پر محنت شدید پڑی تھی۔ ایک عورت ان کو چاہتی

تھی۔ اور وہ اس کا کہنا نہیں مانتے تھے۔ آخر اس عورت نے یہ دعوے کیا کہ سمنون معہ ایک جماعت صوفیہ کے اس کے پاس حرام کرنے کو آتا ہے۔ سارے شہر میں یہ شہرت ہوگئی۔ خلیفہ نے حکم دیا کہ سمنون کی گردن ماریں۔ اور ان کے اصحاب کو قتل کریں کوئی ان میں سے بھاگ گیا اور کوئی سالہا سال تک روپوش رہا۔ یہانتک کہ اللہ تعالے نے ان سب کو بلا سے بچا لیا (افضل الاعمال فی نتائج الاعمال صفحہ ۲۶)

۴۵۔ امام یوسف بن الحسین رازی رحمۃ اللہ کو رے کے زاہدوں نے نکلوا دیا فی الیواقیت واخرجوا الامام یوسف ابن الحسین الرازی وقام علیہ زھادالری وصوفیوھا

۴۶۔ شیخ عبداللہ بن ابی جمرہ کے رد میں ایک مجلس منعقد کی گئی۔ یہ اس بات پر کہ انھوں نے کہا تھا کہ میں بیداری میں حضرت صلعم کے ساتھ ملتا ہوں۔ پھر وہ اپنے گھر میں بیٹھے رہے۔ سوائے جمعہ کے باہر نہ نکلتے تھے۔ یہانتک کہ مرگئے۔

۴۷۔ ابوالقاسم نصرآبادی کو بصرہ سے خارج کردیا۔ اور ان کے کلام واحوال کے منکر ہوئے۔ وہ مرتے دم تک حرم میں رہے۔ حالانکہ ان کا صلاح وزہد وورع واتباع سنت معلوم ہے۔ (افضل الاعمال فی نتائج الاعمال صفحہ ۲۵)

۴۸۔ ابوعبداللہ شجری صاحب ابی حفص حداد پر ابوعثمان حیری نے قیام کیا۔ خود بھی ان کو مہجور کردیا۔ اور لوگوں سے کہا کہ تم بھی ان سے جدا ہو۔ بہ سبب ہوا کہ لوگوں نے انکی قدر ابوعثمان سے رفیع تر سمجھی۔ اور ان کی طرف توجہ لائے۔

۴۹۔ ابوالحسن حصری پر گواہی کفر کی دی۔ اور ان سے وہ الفاظ حکایت کئے۔ جو درج پر لکھے گئے۔ اور ان کو پکڑ کر سامنے ابوالحسن قاضی القضاۃ کے لیگئے۔ قاضی نے ان سے مناظرہ کیا۔ اور قعود جامع سے منع کردیا۔ یہانتک کہ مرگئے۔

۵۰۔ امام ابوالقاسم بن جمیل کے تکلم بعض علم کیا تھا۔ لیکن وہ مرتے دم تک اشتغال علم وحدیث وصیام دہر وقیام لیل۔ ہرفی الدنیا سے یہانتک کہ بوریا بیٹا۔ متنزل ہوئے ابوبکر تلمسانی کہتے ہیں کہ ابتدا میں نے جنید ورویم وسمنون وابن عطا ومشائخ عراق پر حط کیا اور جب کسی ایک کا ذکر خیر ان میں سے سنتے تو غیظ وغضب میں آتے۔ اور متغیر ہوجاتے شعرا نے کہا ہے کہ حلاج بھی اسی قوم میں سے تھے۔ یہی صحیح ہے۔ سو ان کی محنت مخفی نہیں ہے

اور اگر غیر قوم سے تھے۔ تو بھی ہم کو کچھ کلام انہیں نہیں ہے۔ لوگوں نے حلاج کے حق میں کثیر
اختلاف کیا ہے۔ ابن خلکان نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے۔ کہ ان کو حلاج اس لئے کہتے
ہیں۔ کہ وہ ایک حلاج یعنی نداف کی دکان پر بیٹھے تھے۔ وہاں ایک خزانہ قطن غیر محلوج
کا رکھا تھا۔ صاحب دکان کسی کام کو گیا۔ پھر جو آیا۔ تو دیکھا کہ ساری روئی اس کی
دھنی ہوئی رکھی ہے۔ اس پر ان کا نام حلاج ہوا۔ یہ موسم گرما میں میوہ موسم سرما کا اور
موسم سرما میں موسم گرما کا منگوا لیتے۔ ان کا نام دراہم القدرت رکھا تھا۔ ابن خلکان کہتے
ہیں۔ ان کا قتل کسی امر موجب قتل پر نہیں ہوا ہے۔ بلکہ ان کو وزیر نے قتل کر ڈالا۔ کئی بار
مجلس حکم میں بلایا۔ کوئی بات ان سے خلاف شریعت ظاہر نہ ہوئی۔ تب ایک جماعت سے
کہا کہ ان کی کچھ مصنفات بھی ہیں۔ کہا ہاں۔ پھر ذکر کیا کہ ان کی ایک کتاب میں یہ لکھا ہے
کہ انسان جب حج سے عاجز ہو تو ایک گھر کے غرفہ کو مطہر و مطیب کر کے اس کا طواف کرے
گویا اس نے بیت اللہ کا حج کر لیا۔ واللہ اعلم یہ قول صحیح ہے۔ یا نہیں۔ بہر حال قاضی نے
ان سے پوچھا کہ یہ کتاب تمہاری تصنیف ہے۔ کہا ہاں۔ کہا تم نے اس کو کہاں سے لیا ہے
کہا حسن بصری سے۔ حلاج کو معلوم نہ تھا کہ ان پر کیا وسیسہ کیا ہے۔ قاضی نے کہا کذبت
یا حلال الدم اس کتاب کی تو کوئی بات بھی کتب حسن بصری میں نہیں ہے۔ وزیر نے
اس کلمہ قاضی کو دلیل ٹھیرا کر کہا کہ یہ صریح ہے۔ حکم کے ساتھ کفر اس شخص کے اب تم ایک
خط اس کی تکفیر کا لکھ دو۔ قاضی نے ٹال کیا۔ وزیر نے زبردستی خط لکھوایا۔ عامہ وزیر
پر برہم ہو گئے وزیر کو ڈر اپنی جان کا ہوا۔ اس لئے کہا خلیفہ نے حکم دیا سرہنگ نے
حلاج کو ایک ہزار کوڑے مارے۔ انہوں نے آہ تک نہ کی۔ پھر ہاتھ پاؤں کاٹ کر سولی
چڑھا کر آگ میں جلا دیا۔ لوگوں میں اختلاف پڑا کہ وہ مصلوب ہوئے یا مثل عیسی علیہ السلام
کے مرفوع ہوئے۔ افضل الاعمال فی جواب نتائج الاعمال ص۴۲)

۵۱۔ امام ابو القاسم بن قسی۔ ابن برجان و حوفی و مرجانی کو قتل کروا ڈالا۔
حالانکہ یہ سب ائمہ مقتدا بہم تھے۔ حاسدوں نے اٹھ کر گواہی کفر کی دی۔ جب اسیر وہ مارے گئے
تو حیلہ نکال کر سلطان سے کہا کہ ابن برجان نام کا خطبہ ایک سو تیس شہر میں پڑھا گیا ہے
اس پر بادشاہ نے لوگ کھینچ کر ان کو مع ان کی جماعت کے قتل کر دیا۔

۵۵۔ محمد ابن فارض کے منکر مشہور تھے۔ [illegible]

۵۶- شیخ الاسلام تقی الدینؒ ابن بنت الاعز پر براہ حسد تزویر کی تھی۔ ایک بات
سلطان تک پہنچائی۔ بادشاہ نے حکم ہلاک کا لکھ دیا تھا۔ مگر پھر تدارک ملطف ہو گیا
ملک ظاہر بیبرس نہایت معتقد شیخ مذکور کا تھا۔ کوئی کام بے ان کی مشورت کے نہ کرتا
تھا۔ درمیان میں حساد آگھسے۔ انہوں نے بادشاہ سے کہدیا کہ ایک مسئلہ جسکو حنفیہ صواب
کہتے ہیں۔ اور قول شافعیہ کا اس مسئلہ میں خطا ہے۔ اور اس پر تقی الدین نے معارضہ کیا
تھا۔ پھر سلطان سے شیخ پر استنصار کیا۔ اس زمانہ میں بجز قول شافعی کے مصر میں کوئی حکم
جاری نہ ہوتا تھا۔ سلطان بیبرس نے اس واقعہ سے چاروں مذہب کے قاضی مقرر کرد
شعرانی کہتے ہیں۔ فلم یزل الوالی عصرنا ھذا۔ اسیطرح
۵۷- عبدالحق بن سبعین پر انکار کر کے ان کو بلاد مغرب سے نکالدیا تھا۔ جابجا لکھ
بھیجا تھا کہ تم ان سے بچتے رہو۔ وہ کہتے ہیں۔ اَنَا ھُوَ وَ ھُوَ اَنَا
۵۸- تقی الدین ابن تیمیہؒ۔ شاہ مصر نے قاضی برہان الدین سے ان کے لئے قتل کا
فتوے طلب کیا۔ تو اس نے ان کے قتل کرنے اور ان کی نعش کو جلانے کا فتوے دیا۔ تو
شاہ مصر نے فتوئی کے موافق عمل درآمد کیا۔ افضل الاعمال فی جواب نتائج الاعمال ص۲۵)
۵۹- حافظ ابن القیم کو بھی قید کیا۔ شہر سے نکالا۔ ہر طرح کی ایذا دی۔ حالانکہ یہ
لوگ اکابر علماء و ائمہ دین و مقتدا اصلی تھے۔
۶۰- امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی پر کفر کا فتوے ہوا سخت بے ادبی
کی گئی۔ عدم سجدہ تعظیمی پر حقارت سے عہد جہانگیر بادشاہ میں قلعہ گوالیار میں قید کئے گئے
اور اسی جگہ قید خانہ میں آپ نے قرآن مجید حفظ کیا۔ اور اب عرب و عجم میں امام ربانی مجدد
الف ثانی مقبول ہیں۔ آپ کی تصانیف مکتوبات وغیرہ و نیز آپ کے اہل سلسلہ معہ ان
کے تصانیف کے کس ادب و عزت کے ساتھ مانے جاتے ہیں۔ شیخ عبدالحق دہلوی ان
کے حال و قال کے منکر تھے۔ لیکن آخر الامر انہوں نے رجوع کیا۔ اور حضرت مجدد صاحب
کے ظاہری و باطنی فضل کے معترف ہو گئے۔ انوار احمدیہ ص۳۲
۶۱- شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی پر باوجود فضل و کمال بدعت و گمراہی کا الزام لگایا
گیا۔ اب حکیم امت کے لقب سے پکارے جاتے ہیں۔ آپ کی تصانیف حجتہ اللہ البالغہ
فیوض الحرمین وغیرہ وغیرہ و دیگر رسائل و ترجمہ قرآن مجید نہایت تعظیم و عزت سے مروج

ومقبول خلائق ہیں۔

۶۲۔ **مرزا جانِ جاناں** صاحب بھی مذہبی ضد سے شہید ہوئے۔ ان کے مکتوبات وغیرہ ان کی فضیلت پر عمدہ شاہد ہیں۔

۶۳۔ **سید احمد بریلوی** پر باوجود خدمت دین و بزرگی و برکات و تاثیرات مولوی صاحبان نے کیسے کیسے فتوے دئے اور ان کے طریقے کو محمد بن عبدالوہاب نجدی کی طرف منسوب کیا حالانکہ ان کا کوئی علاقہ ظاہری و باطنی اس کی طرف نہیں تھا۔

۶۴۔ **مولوی محمد اسمٰعیل** شہید فی سبیل اللہ کے تکفیر کے فتوے مکہ مبارک کے مفتیوں سے لکھوا کر لائے گئے۔ اور اب تک نا انصاف مولوی اس بزرگ اعلاء کلمۃ اللہ میں تصانیف کرنے والے اور آخر اسی راہ پر اپنی جان فدا کرنے والے کے کفر پر اصرار کر رہے ہیں۔ حالانکہ ان مکفر مولوی صاحبان سے خود کچھ کام سوائے کافر بنانے کے نہیں ہو سکتا۔

۶۵۔ **مولوی عبداللہ غزنوی** رحمۃ اللہ علیہ کو سخت تکلیف و ذلت سے بعض مسائل کے اختلاف پر بر فتوا مولوی صاحبان جلاوطن کیا گیا۔ صد ہا نے منہ پر تھوکا دُرّے مارے خراسان سے نکالے گئے۔ پنجاب میں آکر اس عابد زاہد متوکل عارف کامل یکہ تاز میدان توحید و اتباع سنت کا انتقال ہوا۔ اس جگہ بھی ظاہری مولوی ان کے استغراق و انابت الی اللہ پر طعن و ہنسی کر کے طرح طرح کی باتیں کہتے رہے۔ لیکن اس با خدا کو کسی کی پروا نہ تھی اور نہ یاد الٰہی سے کسی اور طرف توجہ کرنے کی فرصت تھی۔ اس بزرگ غزنی کے فرزندان امرتسری جو فدائیان اسلام کو نہایت اصرار اور تشدد سے کافر ملحد دجال شیاطین کہہ رہے ہیں۔ اپنے پدر بزرگوار کے احوال سے عبرت پکڑیں۔

۶۶۔ **ابوالعباس بن عطا** رحمۃ اللہ علیہ کو باوجودیکہ آپ نے قرآن مجید کی از اول تا آخر ایک عمدہ تفسیر لکھی۔ اور بڑے فصیح و علم ظاہر میں مفتی و مجتہد تھے۔ اور علم باطن میں محقق کفر و زندقہ کیطرف نسبت کی گئی۔ وزیر مقتدر باللہ نے ان پر جفا کے موزے اُن کے پاؤں سے کھینچ کر ان کے سر پر مارے حتیٰ کہ وہ رحلت کر گئے۔ آپ کی زبان پر جاری تھا۔ قطع اللہ یدیک و رجلیک چند روز بعد بادشاہ نے وزیر سے منحرف ہو کر اس کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے۔ از نفحات۔

۶۷۔ **عفیف الدین تلمسانی** رحمۃ اللہ بالحاد و زندقہ منسوب ہوئے۔ نواب صاحب

تقصار بیں فرماتے ہیں۔ کہ ان کے اشعار کا دیوان ہے۔ کمال لطافت وعذوبت میں مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ ہرگز سرچشمہ کدسے ایسا زلال صافی نہیں نکلتا۔ اور شجرہ خبیث زہیا ایسا میوہ طیب نہیں لاتا۔ یہ بزرگ وحدت وجود کے قائل تھے۔ لہذا متقشفہ فقہانے رد کیا۔ واللہ اعلم۔

۶۸۔ **شہاب الدین** مقتول سہروردی مرید مولانا شمس تبریز کو اہل ظاہر نے کافر کہا۔ شمس تبریزی فرماتے ہیں۔ حاشا وکلا کہ او کافر باشد حلب پہنچکر ۵۸۹ ہجری میں علماء کے فتوے سے قتل ہوئے۔ کہتے ہیں ان کا علم ان کے فضل پر غالب تھا۔

۶۹۔ **عبدالحق۔ حکیم الہی ثنائی۔ شیخ اکبر صوفی اور سرمد** رحمۃ اللہ علیہم پر حاسدوں نے فتوے لگائے کسی کو کافر کسی کو ملحد۔ کسی کو زندیق کسی کو رافضی کسی پر کچھ پھبتیاں تنقید کرایا۔ ڈاڑھیاں بنوائیں۔ دُرّے لگوائے۔ شہر سے نکلوایا۔ ؍؍ ص ۲۶

کفرباز علمائے متعلق آنحضرت صلعم کی پیشگوئی

ناظرین نے اس مختصر سی فہرست کفرنامہ سے کافی اندازہ لگایا ہوگا۔ کہ امت محمدیہ کے نفسانی علماء نے کس طرح بے دردی سے تھوڑے تھوڑے اختلافات کی بنا پر علماء ربانی کو طرح طرح کی اذیتوں اور رنج و آلام کا تختہ مشق بنا رکھا ہے۔ ان علماء نفسانی نے کہیں اپنے ذاتی رسوخ اور اقتدار حکومت سے ناجائز فائدہ اٹھایا۔ اور کہیں اپنی زبان اور قلم کے زور سے ان بزرگوں کے خلاف پروپیگنڈا کرکے عوام کالانعام کو بھڑکایا۔ اور اس طرح اپنے کالے دل کی بھڑاس نکالی۔ قربان جاؤں مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جنہوں نے پہلے ہی سے ان بدترین خلائق علماء کی کارستانیوں کی خبر دیدی تھی۔ کہ

لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اِسْمُہٗ وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُہٗ مَسَاجِدُھُمْ عَامِرَۃٌ وَّھِیَ خَرَابٌ مِّنَ الْھُدٰی وَعُلَمَاءُھُمْ شَرٌّ مَّنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَاءِ۔

(مشکوٰۃ ص۳۸ کتاب العلم) کہ اسلام کا صرف نام باقی رہ جائیگا۔ اور قرآن سے فقط الفاظ۔ مسجدیں بظاہر آباد ہونگی۔ مگر ہدایت سے خالی اور علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہونگے

پھر فرمایا کہ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَکُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ

قَالُوا الْیَھُوْدُ وَالنَّصٰرٰی یَا رَسُوْلَ اللہِ۔ قَالَ فَمَنْ ھُمْ ...

یعنی ایک زمانہ آنیوالا ہے۔ کہ تم پہلی امتوں کی پوری پوری پیروی کروگے۔ اگر انہوں نے اپنی ماں سے زنا کیا تھا۔ تو تم بھی کروگے۔ صحابہ نے دریافت کیا۔ کہ کیا حضور پہلی امتوں سے مراد یہود اور نصاریٰ سے ہے۔ حضور صلعم نے فرمایا۔ کہ اور کون۔

اب یہاں دیکھیئے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث میں تمام کلمہ گو مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ قرار دیکر کافر ٹھرارہے ہیں۔ اب ذرا وہ فتویٰ باز مولوی جو جماعت احمدیہ پر الزام تکفیر لگاتے ہیں۔ بتادیں۔ کہ جب تم سب کلمہ گوؤں کو تیرہ سو سال قبل حضرت سیدالاولین والآخرین یہود و نصاریٰ جیسا کافر قرار دے چکے ہیں۔ تو اب تمہارا یہ الزام جماعت احمدیہ پر لگانا کہ جماعت احمدیہ نے چالیس کروڑ کلمہ گوؤں کو کافر ٹھرایا کس قدر صداقت سے بنی ہے۔

بہر حال کچھ بھی ہو۔ یہ زمانہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔ کہ اس وقت کے مسلمان مسلمان نہیں رہے۔ بموجب احادیث نبوی صلعم یہود و نصاریٰ کی طرح ہو گئے ہیں پھر تہتر فرقوں میں چھوڑ سینکڑوں فرقوں میں منتشر اور منقسم ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہونے پر فرمایا۔ کہ ایک فرقہ ناجی باقی سب ناری ہوں گے۔ مگر اب تو گھر گھر فرقہ بنکر تہتر سو فرقے بن رہے ہیں۔ کیا اب بھی کوئی شخص اس حدیث نبوی کی صداقت میں شبہ کر سکتا ہے۔

اب ظاہر ہے۔ کہ ان ہزاروں فرقوں میں سے بموجب حدیث نبوی کے ایک ہی فرقہ ناجی یعنی مسلمان ہوگا۔ باقی سب کے سب جہنمی ہیں۔ اور تمام فرقہائے اسلام اپنے اپنے تئیں مسلمان اور ناجی یقین رکھکر باقی تمام فرقوں کو جہنمی سمجھتے ہیں۔ اور ایسا سمجھنے میں وہ حق بجانب ہیں۔ ورنہ وہ خود بھی حدیث نبوی صلعم کی تکذیب کرکے جہنمی بنتے ہیں

ہائے افسوس یہ اس مقدس اسلام کا حشر ہے۔ جس کی یہ تعلیم تھی۔ کہ لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ کہ دینی امور کو جبر سے نہیں منوانا۔ بلکہ وجادلہم بالتی ھی احسن کا زرین حکم تھا۔ کہ عمدہ پیرائے میں اسلام کے محاسن اور فضائل سمجھائیں۔ اور اعتراضات کو بھی معقول پیرایہ میں حل کریں۔ یہ نہ کریں کہ جھٹ اپنی کمزوریٔ علم وعقل پر پردہ ڈالنے کی خاطر کفر و الحاد کے فتوے جڑنے شروع کردیں۔

اسلام کے فرقہ وار تکفیری فتوے

اب ذیل میں اولاً شیعہ سنی کے باہمی تکفیری فتوے درج کرتا ہوں۔ اگرچہ ان کے فتووں کے درج کرنے کی چنداں ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ کیونکہ شیعوں کا خلفائے کرام کو کافر فاسق مرتد وغیرہ قرار دینا ہی ان کے اپنے متعلق اور خلفائے کرام کے ماننے والے اہل سنت والجماعت کے متعلق تکفیری فتوے صاف ظاہر کر رہا ہے۔ مگر یہاں پہ ہر دو فریق کی طرف سے بطور فرقہ وار فتوے بھی درج کرنا موضوع کے مقصد کے لئے مفید ہوگا۔

تکفیر شیعہ از اہل سنت الجماعت

"فرقہ امامیہ منکر خلافت حضرت صدیق اند و در کتب فقہ مسطور است کہ ہر کہ انکار خلافت حضرت صدیق نماید منکر اجماع قطع گشت و کافر شد پس در حق شان حکم کافر جاری است رافضی واجب القتل ہیں۔" از رد تبرا صفحہ ۱۳ اس پر کئی علما کی مہریں ثبت ہیں۔

یعنی شیعہ حضرت صدیق اکبر کی خلافت کے منکر ہیں۔ اور فقہ کی کتب میں لکھا ہے کہ جو شخص حضرت صدیق کی خلافت کا انکار کرے۔ اس نے اجماع کا انکار کیا۔ اور کافر ہو گیا۔ اور کافر کے لئے حکم جاری ہے۔ کہ وہ واجب القتل ہیں۔

تکفیر اہل سنت والجماعت از شیعہ

"سوائے فرقہ اثنا عشریہ امامیہ کسے ناجی نیست۔ کشتہ شود و خوردہ بموت بمیرد" کہ سوائے شیعوں کے اور کوئی بھی ناجی نہیں۔ خواہ وہ مارا جائے یا اپنی موت مرے۔

حدیقۃ الشہدا صفحہ ۶۵

تکفیر غیر مقلدین یعنی وہابی

"فرقہ غیر مقلدین جن کی علامت ظاہری اس ملک میں آمین بالجہر اور رفع الیدین اور نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنا اور امام کے پیچھے الحمد پڑھنا ہے۔ اہل سنت سے خارج ہیں۔ اور مثل دیگر فرق ضالہ رافضی خارجی وغیرہما کے ہیں۔ کیونکہ ان کے بہت سے عقائد اور مسائل مخالف اہل سنت کے ہیں۔ ..... ان کے پیچھے نماز درست نہیں۔ ان سے

مخالطت اور مجالست کرنا اور ان کو اپنی خوشی سے مسجد میں آنے دینا شرعاً ممنوع ہے صفحہ ۱۔
اس کے نیچے قریباً ساٹھ ستر علماء کی مہریں ثبت ہیں۔ جامع الشواہد فی اخراج الوہابیین عن المساجد
۲۔ "پس تقلید کو حرام اور مقلدین کو مشرک کہنے والا شرعاً کافر بلکہ مرتد ہوا"۔

انتظام المساجد باخراج اہل الفتن عن المساجد

۳۔ اور علما اور مفتیان وقت پر الزام ہے۔ کہ بمجرد مسموع ہونے ایسے امر کے اس کے کفر اور ارتداد کے فتوے دینے میں تردد نہ کریں۔ ورنہ زمرہ مرتدین میں یہ بھی داخل ہوں گے۔

(انتظام المساجد صفحہ)

۴۔ اسمٰعیل دہلوی نرا کافر تھا۔ (۲) گنگوہی دیوبندی۔ نانوتوی۔ انبیٹھی۔ تھانوی وغیرہ وہابی کھلے مرتد ہیں۔ (۳) جو کذب الٰہی ممکن کہے ملحد ہے (۴) تقویۃ الایمان وغیرہ..... معیار الحق تصنیف نذیر حسین دہلوی۔ تحذیر الناس تصنیف نانوتوی۔ براہین قاطعہ تصنیف گنگوہی وغیرہ جملہ بناھات انبوہی سب کفری بول نجس تر از بول ہیں جو ایسا نہ جانے زندیق ہے۔ (۵) جو باوصف اطلاع اقوال ان میں سے کسی کا معتقد ہو ابلیس کا بندہ جہنم کا کندہ ہے۔ اور ان سفہا اور ان کے نظرا د تمام غثاء جو شخص ان ملحدوں کی حمایت اور مروت و رعایت کرے۔ ان کی ان باتوں کی تصدیق و تحسین توجیہ تاویل کرے وہ عدو خدا دشمن مصطفٰے ہے۔ (۶) غیر مقلدین سب بے دین پکے شیاطین پورے ملعونین ہیں۔
منقول از چابک لیث برا ہلحدیث مصنفہ مولانا محمد ظہیر حسین اعظم گڈھی صفحہ ۲۴ و ۳۰

۵۔ چاروں اماموں کے پیرو اور چاروں طریقوں کے متبع یعنی حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اور چشتیہ اور قادریہ و نقشبندیہ وجدیہ سب لوگ کافر ہیں۔

(جامع الشواہد صفحہ ۲ بحوالہ کتاب المتصام السنۃ مطبوعہ کانپور صفحہ ۸۹)

۶۔ مولوی احمد رضا خان بریلی نے اپنی کتاب حسام الحرمین کے صفحہ ۱۱۳ پر غیر مقلدین کے تمام گروہوں کے تمام بنام عقائد لکھکر فتوے لکھا۔ کہ
" یہ طائفے سب کے سب کافر و مرتد ہیں۔ اور جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ خود کافر ہے"۔

یہ فتوٰی علاوہ احمد رضا خان کے ۳۵ علما جن کے آگے اور پیچھے بڑے لمبے لمبے القابات درج ہیں۔ ان کے مواہیر دان کے ساتھ ۱۰۴ صفحہ پر عربی اور اردو میں شائع کیا گیا تھا۔

سلسلہ احمدیہ وہابیوں کیلئے رحمت مجسمہ ہے

اصل میں غور کر کے دیکھا جاوے۔ تو جماعت احمدیہ ایک طرح ان وہابی فتنہ بازوں کے لئے رحمت مجسمہ ثابت ہوئی ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد سے قبل یہی خشک بے فیض ٹولہ وہابیان ہی علماء سو کی تکفیر و تشدد کا تختۂ مشق بنا ہوا تھا جیسا کہ متذکرہ بالا فتاویٰ سے ظاہر ہے۔ ان وہابیوں کو تو کم از کم اس نمونہ سے عبرت پکڑنی چاہیئے تھی۔ اور سبق حاصل کرتے۔ مگر ان ازلی ابدی شقیوں نے اپنی خیر اسی میں سمجھی۔ کہ ان علماء سوء کی ہاں میں ہاں ملا کر اسی تکفیری رو میں بہ جائیں۔ چنانچہ دیکھ لو۔ وہی فتوے جو ابھی تھوڑے دن گزرے۔ فیج اعوج کے پس خور مولوی ان وہابیوں پر داغ رہے تھے۔ آج جماعت احمدیہ پر لگا رہے ہیں۔ گویا یہ دانستہ آبدیکار فتوے علماء سو کو وراثتہً ملتے چلے آئے ہیں۔ کہ جب ضرورت پڑی۔ اس نجاست کے ڈھیر میں منہ مار کر یا ہر اگل دیا۔ اب اس مکروہ ورثہ کا براہ راست وارث یہ وہابی گروہ بن گیا ہے۔

باقی فتاوے دیکھو دیوبندی وہابیہ کی تکفیر میں

تکفیر اہل سنت از وہابیان

۱۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس امر میں کہ یہ گروہ مقلدین جو ایک ہی امام کی تقلید کرتے ہیں۔ اہل سنت وجماعت میں داخل ہیں یا نہیں۔ اور ان کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔ اور ان کو اپنی مسجد میں آنے دینا اور ان کے ساتھ مناکحت اور مجالست جائز ہے۔ یا نہیں۔

جواب:۔ بیشک نماز پیچھے ایسے مقلدین کے جائز نہ ہوگی۔ کہ ان لوگوں کے عقائد اور اعمال مخالف اہل سنت والجماعت ہیں۔ بلکہ بعض عقیدہ اور عمل موجب شرک اور بعض مفسد نماز ہیں۔ ایسے مقلدوں کو اپنی مسجد میں آنے دینا شرعاً درست نہیں"

نیچے ۱۹ مولویوں کی مہریں ثبت ہیں۔ از مجموعہ فتاوی صفحہ ۵۴-۵۵ مطبوعہ صدیقی لاہور

۲۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین ان مسائل میں (اول) یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا حاضر ناظر جان کر ورد کرنا جائز ہے یا نہ اور اس ورد کا پڑھنے والا کیا ہے۔ وغیرہ

الجواب :۔ جس کا یہ عقیدہ ہے ۔ وہ مشرک ہے ۔ جو شخص محجور اور مفتی ان امور کا ہے وہ راس المشرکین ہے ۔ اس کے پیچھے نماز درست نہیں ۔ اس طرح کا اعتقاد رکھنے والا چاروں مذہب میں کافر اور مشرک ہے ۔" اس کے نیچے ۲۵ علماء کی مواہیر ثبت ہیں مجموعہ فتاوی صـــ۵۱ـــ

۳ ۔ نواب صدیق حسن خاں صاحب فرماتے ہیں ۔

" مقلدین پر اطلاق لفظ مشرکین کا ۔ تقلید پر اطلاق لفظ شرک کا کیا جاتا ہے دنیا میں آج کل اکثر لوگ بھی مقلد پیشہ ہیں ۔ وَمَا یومن اکثرھم الا وھم مشرکون یہ آیت ان پر بخوبی صادق ہے ۔" (اقترب الساعۃ صـــ۱۶ـــ)

پھر لکھتے ہیں :۔

۴ ۔ " اب تو اس کا پل ٹوٹ گیا ہے ۔ نفی شرک و بدعت منع تقلید کے پیچھے مولویوں میں رات دن قصہ بکھیڑا رہتا ہے ۔ ایک دوسرے کو کافر بناتا ہے حق کو باطل باطل کو حق ٹھہراتا ہے ۔ یہی سبب اعظم ہے غربت اسلام و قرب قیامت کا (اقترب الساعۃ صـــ۱۲ـــ)

تکفیر مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی وغیرہ

کے متعلق مولوی احمد رضا خاں سرگروہ بریلی نے اپنی کتاب حسام الحرمین کے صـــ۱ـــ پر ان کے عقائد کو ذکر کر کے لکھا ہے ۔ کلھم مرتدون باجماع الاسلام کہ یہ تمام علماء اور ان کے متبع باجماع اسلام مرتد اور خارج از اسلام ہیں ۔ اور اسی فتوی پر علماء حرمین شریفین اور مفتیوں اور قاضیوں کے دستخط اور مہریں ثبت ہیں ۔ پھر ان کی کتابوں کے حوالے دے کر تین وجوہ تکفیر بیان کی ہیں ۔ (۱) ختم نبوت کا انکار (۲) آنحضرت صلعم کی توہین ۔ (۳) امکان کذب باری کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے ۔

نہ صرف ان کو مرتد کہنے پر اکتفا کیا ۔ بلکہ صـــ۱۱۳ـــ پر یہ بھی لکھ دیا ۔ کہ " جو ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے "

تکفیر مولانا اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ

کے متعلق بھونچال بر لشکر دجال کے صـــ۱۰۲ـــ پر لکھا ہے ۔

فلا شک ولا شبہۃ فی کفرہ وردقہ وکفر معاونیہ ومن شک فی

کفر ہو ورنہ کفر۔ کہ اس کے اور اس کے مددگاروں کے کفر و ارتداد میں شک و شبہ نہیں ہے۔ اور جو اس کے کفر و ارتداد میں شک کرے وہ کافر ہے"۔ اور اس فتوے کو صفحہ ۱۲ پر باجماع علماء و مفتیانِ مکہ و مدینہ و ہندوستان لکھا ہے۔

۲۔ اور چابک لیث برا اہل حدیث مصنفہ مولانا محمد ظہیر حسین صاحب اعظم گڈھی اعلیٰ مدرس مدرسہ جامع العلوم معسکر بنگلور مطبوعہ بریلی صفحہ ۳۴۔۳۵ پر لکھا ہے:۔

"اسمٰعیل دہلوی نرا کافر تھا۔ (۲) گنگوہی۔ دیوبندی۔ نانوتوی۔ انبیٹھی۔ تھانوی وغیرہم کھلے مرتد ہیں۔

تکفیر سر سید احمد خاں صاحب

۱۔ "اس شخص کی اعانت کرنی اور اس سے علاقہ اور رابطہ پیدا کرنا ہرگز درست نہیں۔ اصل میں یہ شخص شاگرد مولوی نذیر حسین وہابی بنگالی دہلوی غیر مقلد کا ہے۔ یہ شخص بسبب تکذیب آیات قرآنی کے مرتد ہو کر ملعون ابدی ہوا۔ اور مرتد ہوا۔ ایسا مرتد کہ بلا قبول اسلام اسلامی عملداری میں جزیہ دیکر بھی نہیں رہ سکتا۔ مگر اہلِ کتاب اور ہنود وغیرہ جزیہ دیکر اسلامی عملداری میں رہ سکتے ہیں۔ گویا نہایت سخت کافر و مرتد"

(انتظام المساجد صفحہ ۱۳۔۱۵ محمد لدھیانوی)

۲۔ سر سید کی تکفیر کے متعلق خواجہ حالی نے سر سید احمد خاں کی لائف میں خوب بسط سے لکھا ہے۔ چنانچہ چند فقرات ان کے حیات جاوید سے یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔ اعلیٰ پنجاب و ہندوستان کے رسائل اور اخبارات کا ذکر کرکے جن میں فتاوے شائع ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ

"ان میں سر سید کو ملحد۔ لامذہب۔ کرسٹان۔ نیچری۔ دہریہ۔ کافر۔ دجال اور کیا کیا خطاب دئے گئے۔ ان کے کفر کے فتووں پر شہر شہر اور قصبہ قصبہ کے مولویوں سے مہریں اور دستخط کرائے گئے۔ یہانتک کہ جو لوگ سر سید کی تکفیر پر سکوت اختیار کرتے تھے۔ ان کی بھی تکفیر ہونے لگی۔ حیات جاوید حصہ دوم صفحہ ۲۷۵

پھر صفحہ ۲۸۲ پر لکھتے ہیں:۔

۳۔ مسلمانوں کے جتنے فرقے ہندوستان میں ہیں کیا سنی۔ کیا شیعہ کیا مقلد کیا غیر مقلد

کیا وہابی اور کیا بدعتی۔ سب فرقوں کے مشہور اور غیر مشہور، عالموں اور مولویوں کی ان فتووں پر مہریں یا دستخط ہیں "

۴۔ اور صـ۲۸۷ پر مکہ معظمہ کے اربعہ مذاہب کے مفتیوں کے فتویٰ کا خلاصہ لکھا ہے کہ
" یہ شخص ضال اور مضل ہے۔ بلکہ ابلیس لعین کا خلیفہ ہے۔ کہ مسلمانوں کو اغوا کا ارادہ رکھتا ہے۔ اور اس کا فتنہ یہود و نصاریٰ کے فتنے سے بھی بڑھ کر ہے۔ خدا اس کو سمجھے۔ ضرب اور حبس سے اس کی تادیب کرنی چاہیئے۔ اگر دارۃ الاسلام میں کوئی صاحب عزت ہو "

۵۔ اسی صفحہ پر مدینہ منورہ کے فتوے کا خلاصہ لکھا ہے۔ کہ
" جو کچھ درمختار اور اس کے حواشی سے معلوم ہوتا ہے۔ اس کا ماحصل یہ ہے۔ کہ یہ شخص یا تو ملحد ہے یا شرع سے کفر کی جانب مائل ہوگیا ہے۔ یا زندیق ہے۔ کہ کوئی دین نہیں رکھتا یا دہابی ہے...... اگر گرفتاری سے پہلے توبہ کرے تو قتل نہ کیا جاوے۔ ورنہ اس کا قتل واجب ہے۔ دین کی حفاظت کے لئے۔ اور دارۃ الامر پر واجب ہے کہ ایسا کریں "

۶۔ پھر صـ۲۸۸ پر حرمین شریفین کا علیگڈھ کے متعلق فتویٰ درج کیا ہے۔ کہ
" یہ مدرسہ جس کو خدا برباد اور اس کے بانی کو ہلاک کرے۔ اس کی اعانت جائز نہیں۔ اگر یہ مدرسہ بن کر طیار ہو جائے تو اس کا منہدم کرنا اور اس کے مددگاروں سے سخت انتقام لینا واجب ہے "

تکفیر مولوی محمود شاہ ہزاروی واعظ

مولوی محمود شاہ ہزاروی جوان کے وعاظ میں سے ہے۔ ایسا دغا باز ہے۔ کہ کہیں مسلمان کو برہمن اور کسی کو عیسائی کرکے دنیا جمع کرتا ہے۔ اور بظاہر اپنے آپ کو کمال درجہ کا متقی قرار دیتا ہے۔ کہ میں کسی کی دعوت نہیں کھایا کرتا۔ بعد میں ہزارہا روپیہ ایسے ایسے حیلہ سے حاصل کرتا ہے۔ کہ جس کا نظیر دنیا میں ناپیدا ہے۔ اس فرقہ وہابیہ کے عموماً اور مولوی محمود شاہ کے خصوصاً حکایت بی بی تمیزی خالدار کی جو صاحب نان حلوا نے بیان کی ہے۔ از حد مناسب ہے۔ جو ؎

رِحْلُہَا مَرْفُوْحَۃٌ لِلْغَافِلِیْن
بَابُہَا مَفْتُوْحَۃٌ لِلدَّاخِلِیْن

کی مصداق تھی۔" اہل اسلام کو لازم ہے۔ کہ ان کی صحبت سے پرہیز کریں"

منقول از تحقیق المقال فی خلع النعال مؤلفہ مولوی محمد لدھیانوی صـ۶ـ

یہ فتوئے علماء وقت کی تہذیب اور اندرونہ پر کافی روشنی ڈال رہا ہے۔

شیخ الکل مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی

جو ہندوستان کے سب غیر مقلدین کے ایک طرح سرگروہ تھے۔ ان کو ان کے اپنے ہم مذہب مولویوں نے

"مجادل۔ مرتاب۔ متبع ہوائے نفس۔ حاسد۔ بددیانت اور محرف لکھا"

دیکھو طویل اور ناقابل برداشت لمبے نام والا رسالہ

التحقیق المزید لمن ھو فی بطن امہ سعید کالمن ھو متبع شیطن مرید صـ۵ـ مطبوعہ دہلی فاروقی

پھر کتاب مدار الحق کے صـ۱ـ پر مولوی نذیر حسین اور مولوی محمد حسین بٹالوی کو وسواس خناس قرار دیکر سورۃ والناس بھی پڑھی گئی ہے۔ اور اسی کتاب کے صـ۱۰۹ـ میں سوائے معوذتین کے لاحول بھی پڑھی گئی ہے۔ پھر صـ۲۹۶ـ پر ان کو شیاطین مبطلین۔ ملحد بیوقوف اور سفیہ۔ بے شعور۔ لئیم اور فسادی بے دین وغیرہ کہا گیا ہے۔ اس فتوے پر ۸۲ مواہیر علمائ حرمین شریفین و علماء عجم وغیرہ کی ثبت ہیں۔

تکفیر مولویان لدھیانہ

مولوی عبد العزیز۔ عبد اللہ و محمد بن مولوی قاسم جنہوں نے مولوی محمود شاہ اور رشید احمد گنگوہی پر نہایت گندے اور فحش الفاظ میں فتوے لگائے۔ ان کے اوپر بھی ایک آٹھ صفحہ فتویٰ قریباً ساٹھ ستر بڑے بڑے دیوبندی۔ دہلوی اور گنگوہی وغیرہ علماء کے دستخطوں سے مطبع حقانی لدھیانہ میں چھپ کر شائع ہوا۔ جس میں ان ہر سہ فتویٰ باز مولویوں کو کافر۔ ضال۔ مضل۔ بددین۔ فاسق۔ مردود اور دشمن خدا کا قرار دیا گیا۔ اور اس کی امامت کو ناجائز قرار دیا گیا۔

مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی

جن کو یہ فخر حاصل ہے۔ کہ دنیا بھر کے تمام معروف و غیر معروفہ علمائے اسلام جن میں سے اکثر بریلوی صاحب کے ارتقائے ذہن کے نتائج کی ایجاد ہیں۔ ان سب کو کافر۔ اکفر اور دجال وغیرہ قرار دیا۔ جن کی تفصیل فتاوی رضائیہ اور حسام الحرمین الکوکبۃ الشہابیہ تمہید بے ایمانی وغیرہ میں ہے۔ ان کو ان کے معتقدین مجدد مائۃ حاضرہ وغیرہ مانتے اور دنیا میں پیش کرتے ہیں۔ مگر خدا تعالٰے نے ان کو بھی مبتلاء کی سزا دئے بغیر نہیں چھوڑا۔ چنانچہ مثال کے طور پر صرف ایک کتاب کا حوالہ ہی کافی سمجھتا ہوں۔

رسالہ رد التکفیر علی الفحاش الشنظیر تمام کا تمام مولوی سید محمد مرتضیٰ صاحب دیوبندی نے مولوی احمد رضا خاں بریلوی کی تکفیر و تفلیل پر لکھا ہے جس میں مولوی احمد رضا خاں کو کافر۔ اکفر دجال مائۃ حاضرہ۔ مرتد۔ خارج از اسلام وغیرہ بدلائل معقول و منقول ثابت کیا ہے۔

اس کے علاوہ بریلوی کی شان میں جو کچھ مغلظات طیبہ اور کلمات شستہ استعمال کئے ہیں۔ وہ بریلوی صاحب کے انداز کلام اور مغلظ شستہ بیانی سے کسی طرح بھی کم نہیں۔ اگر شک ہو تو بے شک رسالہ مذکور مطبوعہ شمس المطابع مراد آباد ماہ شعبان ۱۳۴۲ھ ہجری ملاحظہ فرمایا جائے۔

تکفیر مولوی محمد حسین بٹالوی

جس نے حضرت مرزا صاحب کی تکفیر کے لئے نہ صرف تمام ہندوستان کا دورہ کیا بلکہ مکہ مدینہ تک جا کر تکفیر نامہ پر دستخط اور مواہیر ثبت کرائے ان کے اپنے متعلق ایک استفتاء شائع ہوا۔ کہ

"کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین کہ ایک شخص مہدی موعود کے آنے سے جو آخری زمانہ میں آئیگا۔ اور بطور ظاہر و باطن خلیفہ برحق ہوگا۔ اور بنی فاطمہ میں سے ہوگا۔ جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے۔ قطعاً انکار کرتا ہے۔ اور اس جمہوری عقیدہ کو جس پر تمام اہل سنت و جماعت یقین رکھتے ہیں۔ سراسر لغو اور بیہودہ سمجھتا ہے۔ اور ایسا عقیدہ

رکھتا ایک قسم کی ضلالت اور الحاد خیال کرتا ہے۔ کیا ہم اس کو اہل سنت میں سے اور
راہ راست پر سمجھ سکتے ہیں۔ یا وہ کذاب اور اجماع کا خرق کرنے والا ملحد اور دجال ہے۔
المرقوم ۲۱ دسمبر ۱۸۹۸ء ۱۵ شعبان المبارک ۱۳۱۶ ہجری

اس کے جواب میں قریباً پچیس علماء مقلد اور غیر مقلد جن میں مولوی نذیر حسین
دہلوی۔ رشید احمد گنگوہی وغیرہ تمام بڑے بڑے علماء ہند شامل ہیں۔ اور انجمن حمایت الاسلام
جس کے ممبر تین سو کے قریب علماء اور رئیس تھے۔ سب نے باتفاق یہ فتوے دیا کہ یہ
شخص دائرہ اسلام سے خارج مخشوش الرائے۔ یا وہ گو۔ عبد الدنیا۔ دجال کذاب۔
ضال مضل۔ کافر قرار دیا گیا۔

تکفیر ندوۃ العلماء

جس کی بنا ۱۳۱۱ھ میں قائم ہوئی۔ اور تمام چوٹی کے علماء اس کے ممبر تھے
مگر اس کی تکفیر وتضلیل کی گئی۔ اہل سنت والجماعت سے خارج سمجھا گیا۔ نہایت
کمینہ اور رذیل حملے کئے گئے۔ پھبتیاں اڑائی گئیں۔ صفحہ ۴

(ارشاد الکملا مطبوعہ مجتبائی پریس)

تکفیر دیوبندی علماء از تین سو علماء

دیوبند اس وقت گویا تمام ہندوستان کا عربی علوم کا مرکز سمجھا گیا ہے۔ یہیں
سے علوم عربی کی شعاعیں نکل نکل کر ہندوستان کے چاروں کونوں کو منور کرتے
رہتی ہیں۔ یہ ایک جدا امر ہے۔ کہ دیوبند کے اندرونی حالات اس سے بالکل برعکس ہیں
جو دنیا پر ظاہر کیا جاتا ہے۔ بہرحال یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ اس وقت ہندوستان بھر کے
علمبرداران دین اور واحد اجارہ داران شریعت اگر کوئی ہیں۔ تو یہی علمائے دیوبند حضرات
ہیں۔ ان کے متعلق اگر کفروارتداد کے فتاوی کی بھرمار دیکھنی ہو۔ تو رسالے تقدیس الوکیل
السیف المسلول۔ عقائد وہابیہ دیوبند۔ تاریخ دیوبند۔ حسام الحرمین۔ فتاوی الحرمین
الصوارم الہندیہ علی مکر شیاطین دیوبند وغیرہ وغیرہ ہیچ قسم بیسیوں رسائل دیکھے جا سکتے
ہیں۔ ان رسائل کے نام ہی ظاہر کرتے ہیں۔ کہ ان کتب میں دیوبندی حضرات پر کیا کیا

نوازشات فرمائی گئی ہونگی مختصر یہ کہ حال ہی میں ایک بہت بڑا پوسٹر فتویٰ لکھنؤ حسن برقی پریس کا مطبوعہ شائع ہوا ہے۔ جس پر تین سو علمائے اہلِ سنت والجماعت کے مواہیر اور دستخطوں سے ایک شجرۂ تکفیر بنایا گیا ہے۔ اس میں حضرات دیوبندیوں کے عقائد اور خیالات وغیرہ انہی کی کتب اور تصنیفات کے حوالہ سے بیان کرتے ہوئے فتوۓ تکفیر لگایا گیا ہے۔ کہ (۱) ان عقائد کیوجہ سے علمائے کرام دیوبند مرتد و کافر ہیں اور ایسے اشد کافر ہیں۔ کہ جو ان مرتدوں اور کافروں کے کفر و ارتداد میں شک کرے۔ وہ بھی کافر و مرتد ہوں گے۔ (العیاذ باللہ ایسے متعدی ارتداد اور کفر سے۔ ملتانی)

۲۔ مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ ان سے بکلی مجتنب رہیں۔ (۳) ان کے پیچھے نماز پڑھنا تو کجا ان کو بھی اپنے پیچھے نماز نہ پڑھنے دیں۔ (۴) اور نہ اپنی مسجدوں میں گھسنے دیں۔ (۵) اور نہ ان کا ذبیحہ کھائیں۔ (۶) نہ ان کی شادی غمی میں شریک ہوں۔ (۷) نہ اپنے ہاں ان کو آنے دیں۔ (۸) یہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت کو نہ جائیں (۹) مریں تو گاڑنے توپنے میں شرکت نہ کریں۔ (۱۰) مسلمانوں کے قبرستان میں جگہ نہ دیں۔"

یہ دس نمبری فتوے محتاج تفصیل نہیں۔ یہ فتوے حضرات علمائے سنت کے فتوؤں کا خلاصہ ہے۔ اور یہ صرف ہندوستان کے علماء کی طرف سے ہی نہیں بلکہ جب دیوبندی علماء کی عبارتیں ترجمہ کرکے مکہ و مدینہ مصر و روم و شام وغیرہ تمام دیار عرب و کوفہ و بغداد۔ افغانستان۔ بخارا ایران وغیرہ بھیجی گئی۔ تو سب نے بالاتفاق متذکرۃ الصدر دس نمبری فتوؤں کی تصدیق و تائید کرتے ہوئے لکھا۔ کہ

"وہابیہ دیوبندیہ سخت اشد مرتد و کافر ہیں۔ اور جو ان کو کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر اور ایسا کافر کہ اس کی عورت اس کے عقد سے بھی نکل جائیگی۔ اور جو اولاد ہوگی۔ وہ حرامی ہوگی۔ از روئے شریعت ترکہ نہ پائیگی۔"

ایسے سنگین فتوؤں کے تودہ ہا رکے نیچے دبے ہوئے علمائے دیوبند نہ معلوم کس طرح دوسروں کو کافر مرتد قرار دینے کا حوصلہ کرتے ہیں۔ جرأت کی حد ہی ہوگئی

قضیہ نامرضیہ تکفیر مولوی ثناء اللہ امرتسری

یہ مولوی صاحب چشم بد دور نئی روشنی میں پلے ہیں۔ ان کو کفر باز مولویوں سے سخت نفرت ہے۔ چنانچہ نہایت دکھ اور درد سے رقم فرماتے ہیں۔ کہ

"آج کل کے تھرڈ کلاس مولوی جو ذرہ ذرہ بات پر عدم جواز اقتداء کا فتوے دیدیا کرتے ہیں۔ سو ان کی بابت بہت عرصہ ہوا فیصلہ ہو چکا ہے۔ کہ ؎

ھل افسد الناس الا الملوک
وعلماء سوء ورھبانھا

یعنی کیا بادشاہوں۔ علماء سوء اور رہبان کے سوا کسی اور چیز نے لوگوں کو خراب کیا ہے" (اہلحدیث ۷ جون ۱۹۱۲ء)

پھر فرماتے ہیں:۔ "افسوس ہے ان مولویوں پر جن کو ہم ہادی۔ رہبر ورثۃ الانبیاء سمجھتے ہیں۔ ان میں یہ نفسانیت یہ شیطنیت بھری ہوئی ہے۔ تو پھر شیطان کو کس لئے برا بھلا کہنا چاہیئے"۔ اہل حدیث ۷ نومبر ۱۹۱۱ء یعنی بقول مولوی ثناء اللہ صاحب کے یہ مولوی شیطان سے بھی بڑھکر خبیث ہیں۔ پھر یہی مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے ہمعصر مولویوں کے متعلق رقم فرماتے ہیں۔ ؎

مولوی اب طالب جیفۂ دنیا ہو گئے
وارثِ علم پیغمبر کا پتہ لگتا نہیں

باوجود بوجہ تکفیری عادات کے علماء کو تھرڈ کلاس قرار دینے کے آپ فسٹ کلاس ہو کر اپنے ہی فرقہ کے علماء کو خبیث۔ شیطان۔ طالبِ دنیا وغیرہ سے ملقب کر رہے ہیں چنانچہ ان فسٹ کلاس عالم کے ساتھ جو تھرڈ کلاس علماء نے سلوک کیا ہے۔ وہ ذیل میں مفصل ملاحظہ فرمالیں۔

چند سال کا عرصہ گذرتا ہے کہ جیوٹی کے علمائے اہلِ حدیث نے ایک تکفیری فتوے شائع کیا۔ جو فیصلہ مکہ کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ اور تصنیف ازیں بھی **فیصلہ مکہ** امرت سر کے غزنوی علماء انہی ذات شریف کے متعلق جو فتوے صادر کر چکے ہیں۔ وہ دنیا سے مخفی نہیں۔

غزنویان امرت سری نے مولوی ثناء اللہ امرت سری پر اس کی مایہ ناز عربی تفسیر کی بنا پر تمام اہل حدیث مولویوں کے متفقہ فیصلہ اور دستخطوں سے ایک فتوے کفر اربعین کے نام سے شائع کیا جس میں صاف لکھا گیا۔

۱۔ قد سلك ثناء الله في تفسيره غير ما سلكه المحققون من المفسرين وحذى حذو المحرفين والمنتحلين فالواجب على كل من له قدرة احراق مثل هذه الخرافات (اربعین ص۱۶)

ترجمہ۔ ثناء اللہ نے اپنی تفسیر میں سوائے طریقہ محققین مفسرین کے اور راہ اختیار کی۔ اور محرفین کی چال چلا۔ پس مقدور والے پر ان خرافات کا جلانا واجب ہے۔

(فتوے الشیخ حسین صاحب عرب)

دوسرا فتویٰ تفسیر ثنائی کے متعلق

از حافظ عبد الہادی اہل حدیث امام مسجد راولپنڈی

"خلاف مذہب اہل سنت و مخالف سلف امت و ائمہ دین کے پایا۔ بلکہ اس میں بڑا دھوکہ وابلہ فریبی اور مسلمانوں کے ساتھ مخادعت والحاد ہے۔ لہذا میں تمام مسلمانوں کو متنبہ کرتا ہوں کہ اس کی کتابیں خصوصاً تفسیر اس کی کہ صریح تحریف ہے اور تمام اہل اسلام کے مخالف ہے۔ ہر گز نہ دیکھیں۔ کیونکہ وہ متبع ہوا ہے۔ نہ متبع ہوئے۔ اور تابع ملحدین و نیچریین کا ہے۔ نہ تابع مہاجرین و انصار و سلف صالحین کا نہ اس کے ساتھ مجالست و مکالمت کریں۔ اور نہ اس کو سلام دیں۔ جب تک توبہ نصوح نہ کرے۔ اللہ تعالے اسلام و اہل اسلام کو ایسے بیدینوں کے شر و فتنے سے بچائے ÷ آمین۔ (اربعین ص۳)

اس قسم کے بیسیوں فتوے علماء اہلحدیث کے مولوی ثناء اللہ اہلحدیث کے متعلق اربعین میں درج کئے گئے ہیں۔ جن میں ثناء اللہ کو کافر ملحد بیدین اور مرتد جہنمی وغیرہ قرار دیا ہے۔ اسیطرح تازہ فیصلہ مکہ کے متعلق مختصراً سنئے۔

فیصلہ مکہ کی تفصیل

یہ تو ناظرین کو معلوم ہی ہے کہ غیر مقلدین کا اصل منبع نجد ہے۔ جہاں اہل حدیثوں
کے مورث اعلےٰ مولوی عبدالوہاب صاحب نجدی پیدا ہوئے۔ چنانچہ ۱۹۲۶ء
میں حج کے موقعہ پر مکہ معظمہ میں حسن اتفاق یا شامت اعمال سے مولوی ثناء اللہ
صاحب بھی ادائیگی فریضۂ حج کے بہانے مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ خیال تھا۔ کہ
چونکہ والی نجد اہل حدیث ہے اور اسی کی حکومت ہے۔ اس لئے ممکن ہے۔ کہ وہاں
قسمت کا کوئی ایک آدھ کراچھا مجھے بھی میسر آجائے گا۔ مگر یہ معلوم نہ تھا۔ کہ وہاں
روحے بانڈ والا معاملہ ہے۔ نماز بخشوانے گئے۔ روزے بھی گل پڑ جائیں گے۔
ساری کے پیچھے آدھی بھی ہاتھ سے کھو بیٹھیگا۔ فریق مخالف نے اس وقت مناسب
سمجھا۔ کہ اس وقت موقعہ ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ کے پرانے پھوڑے کو چیرا جائے تاکہ
روحانی اور جسمانی دونوں طرح سے یہ حاجی بن کر جائیں۔ چنانچہ وہی پرانی اربعین
کی فتوؤں بھری درخواست ان کے آگے کر دی۔ اور مجبور کر دیا۔ کہ اب اپنے دینی و
دنیوی بادشاہ کے حضور اس پرانے قضیہ نامرضیہ کا فیصلہ کرا کر جائیں۔ اس وقت
مولوی ثناء اللہ کو بجز تسلیم کے چارہ نہ تھا۔ ورنہ بسلامت واپسی مشکل تھی۔ چنانچہ
دربار امیر نجد میں حاضری ہوئی۔ اور سوال جواب ہوئے۔ نجد کے سرکردہ علماء موجود
تھے جن کے نام یہ تھے۔

۱۔ الشیخ العلامہ عبداللہ بن سلیمان آل بلیہد رئیس القضاۃ
الاقطار الحجازیۃ والنجد وملحقاتھا۔

۲۔ شیخ محمد بن عبداللطیف آل شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب قاضی الریاض
(دارالخلافت مملکت نجد)

۳۔ حضرت شیخ حسن بن یوسف الدمشقی مدرس حرم

۴۔ سلیمان بن محمد بن جمہور النجدی۔

۵۔ شیخ عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن آل بشر

اب اتنے بڑے عظیم الشان علماء اور مفتیوں اور قاضیوں کے معزز مؤتمر عین

مجلس سے جو فتوے مولوی ثناء اللہ صاحب کے حق میں صادر ہوئے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

۱۔ ثناء اللہ کی تفسیر میں بیان کئے ہوئے مسائل طریقہ اہل سنت اور اہل حدیث کے خلاف ہیں۔ ایسے شخص (ثناء اللہ) کو تنبیہ کی جاوے۔ تاکہ عوام جہال اس کے دھوکے میں نہ آجائیں۔ ثناء اللہ نے باوجود سمجھانے کے اپنی غلطیوں پر اصرار کیا۔ اور معاندانہ روش اختیار کی"۔

۲۔ "یہ ایک بدعتی اور گمراہ کا کلام ہے۔ مولوی ثناء اللہ نے اپنی تفسیر میں حلولیہ اتحادیہ۔ جہمیہ اور معتزلہ کے مذاہب کو جمع کر رکھا ہے۔ نہ تو مولوی ثناء اللہ سے علم حاصل کرنا جائز ہے۔ اور نہ اسکی اقتداء جائز ہے۔ اور نہ اس کی شہادت قبول کی جاوے۔ اور نہ اس سے کوئی بات روایت کیجاوے اور نہ اسکی امامت صحیح ہے..... اسکے کفر اور مرتد ہونے میں کوئی شک نہیں۔ پس اس سے بچنا اور کنارہ کشی اختیار کرنا واجب ہے۔ اور جو شخص مولوی ثناء اللہ کی حمایت میں کسی سے جھگڑے اس سے بھی کنارہ کشی اختیار کرنا واجب ہے"۔

۳۔ "ثناء اللہ ایک بُرا آدمی ہے۔ اپنی خواہشات کا غلام ہے۔ اور اپنے نفس کا قیدی اور بدبختی ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ کی کلام میں کوئی ایسی جرأت نہیں کرسکتا۔ مگر وہی جس کو شیطان نے گمراہ کردیا ہو۔ اور شیطان اس کی بدعت اور خواہشات نفس کا رفیق بن چکا ہو۔ مولوی ثناء اللہ یہ چاہتا ہے۔ کہ اہل کتاب میں سے یہود اور نصاریٰ اور مشرکوں میں اس کا شمار ہو"۔

۴۔ ثناء اللہ خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ وہ جہنمی ہے۔ اس کی تمام کوششیں اس تصنیف میں ضائع ہوگئیں۔ اور الٹا ان سب لوگوں کا گناہ سمیٹ لیا جنہوں نے اس کی مبتدعات کی اتباع کی۔ مولوی ثناء اللہ شرعاً ہر طرح پایہ عدالت سے ساقط یعنی ان کی شہادت نامقبول ہے۔ پس مسلمانوں پر توبہ واجب ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ سے مقاطعہ کریں۔ اور حکام کا یہ فرض ہے۔ کہ اس کو زجر و توبیخ کریں۔ اگر بایں ہمہ وہ توبہ نہ کرے تو نہ اس کو سلام کیا جاوے اور نہ اس کے ساتھ نشست و برخاست کی جاوے اور نہ اس کے پیچھے نماز پڑھی جائے۔ اور نہ اس کی قبر پہ دعا کے لئے کھڑا ہو ؎

۵- "ثناء اللہ کی تفسیر کلام الٰہی صحیح احادیث نبویہ اہلحدیث اور مسلمانوں کی بہت بڑی جماعت کی تفسیر کے خلاف ہے۔ اور اس قابل ہے کہ اس کا **مقاطعہ** کیا جاوے۔ بلکہ تردید کی غرض سے دیکھنے کے سوا اس کا **دیکھنا بھی حرام ہے**۔ اسی طرح ثناء اللہ اس قابل ہے کہ اس کا **مقاطعہ کیا جاوے**" لفظاً از فیصلہ مکہ صفحہ ۱۰-۲۰

اتنے بڑے سنگین فتووں اور فیصلوں کی موجودگی میں جو ارض حرم جیسے مقدس مقام میں جماعت اہل حدیث کے معتمد ترین ارکان کی پارلیمنٹ جس کے اوپر دنیا میں اہلحدیث فرقہ کے لئے اور کوئی ہستی ہی نہیں۔ وہ حج جیسے ایام مقدسہ میں نفوذ کرتی ہے۔ اور جن کے آگے ثناء اللہ تو کیا چیز ہے۔ دنیا کے کسی گوشہ کے بڑے سے بڑے اہلحدیث کو سرتابی کی گنجائش نہیں۔ ثناء اللہ کو اپنی فکر کرنی چاہیئے تھی۔ کہ بجائے اس کے کہ یہ دوسرے علماء پر فتوے جڑے کہ ان کے مخالف مولوی نفسانیت اور شیطانیت سے بھرے ہیں۔ یا ؎

مولوی اب طالب جیفۂ دنیا ہو گئے

یا یہ کہتا کہ آج کل کے تھرڈ کلاس مولوی جو ذرہ ذرہ بات و عدم جواز انتر اکا فتوے دیدیا کرتے ہیں۔ ان کو اس شعر کا مصداق ٹھہرانا کہ ؎

هَلْ اَفْسَدَ النَّاسَ اِلَّا الْمُلُوْكُ
وَعُلَمَاءُ سُوْءٍ وَرُهْبَانُهَا

کہانتک حق بجانب ہے۔ اس بھلے مانس سے کوئی پوچھے۔ کہ نجدی معزز و معتمد علماء کی مکی موتمر تھرڈ کلاس ہے۔ تو پھر فرسٹ کلاس مولوی دنیا کی کس غار یا کھوہ میں مستور ہیں۔

ان فتووں کے یہاں درج کرنے سے میرا منشاء ثناء اللہ کو کافر و مرتد ثابت کرنا نہیں۔ بلکہ میرا منشاء وہی یعنی فتاوی تکفیر کی حقیقت اور ہیئت پر روشنی ڈالنا ہے۔

اب فرمایئے کہ ایک فریق علماء کے فتووں کی رو سے ثناء اللہ امرتسری کافر و مرتد اور ثناء اللہ کے فتووں کی رو سے وہ تمام علماء خواہ وہ کتنی عظیم الشان ہستیاں ہی کیوں نہ ہوں۔ کافر و مرتد اور علماء سوء اور طالب جیفۂ دنیا

وہابی مولویوں کی حالت زار

اس کے بعد میں مختصر احوال کے علماء اہلحدیث کی حالت زار پیش کرتا ہوں۔ جبل سے

معلوم ہو جائیگا۔ کہ ان مولویوں کے فتوے کسی مذہبی اور شرعی تحقیق و تدقیق پر مبنی نہیں ہوتے صرف نفسانی اغراض اور ہوا و ہوس کے ماتحت یہ مومی فتوے لگا دیتے ہیں جو بھی چاہے تنہا بہ پیشِ قاضی رو دی راضی آئی پر عمل کرے۔ جسب منشا مولوی کی قلم سے فتوے لکھوالے فتویٰ بازوں کو اس سے کوئی غرض نہیں ہوتی۔ کہ ہمارا دوسرا قول یا فتوے پہلے قول یا فتوے کے مخالف ٹھیرا کر ہماری دروغ بیانی پر گواہ ٹھہریگا۔ ان کو دام سے کام ہے۔ چنانچہ اسی ثناء اللہ کی تفسیر پر جو اہلحدیث مولویوں نے فتوے لگائے۔ وہ دو قسم کے ہیں۔ جن مولویوں سے مولوی ثناء اللہ نے اپنے موافق اور مؤید فتوے حاصل کئے اور جو الکلام المبین میں ثناء اللہ نے شائع کئے۔ انہی مولویوں سے ثناء اللہ کے حریفوں نے اس کے سخت مخالف فتوے حاصل کئے جو اربعین کے نام سے شائع کئے گئے۔ میں بطور نمونہ ان فتوے باز مولویوں کے ہر دو فتوے ناظرین کی دلچسپی اور زیادتی علم کے لئے درج ذیل کرتا ہوں۔

مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی کیطرف سے

"جس وقت مولوی ثناء اللہ کی تفسیر شائع ہوئی۔ تو علمائے خاندان غزنویہ قطعاً اس سے ناآشنا تھے... مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی (جو ثناء اللہ کے یار غار اور ہمن ترا حاجی بگوئم کی بولتی تصویر ہیں۔ ملتانی) ہی وہ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی کو کہا۔ کہ ثناء اللہ کی تفسیر جماعت اہلِ حدیث کے لئے مرزائی فتنہ سے بھی بڑا فتنہ ہے۔ اور اس کی طرف توجہ نہ کی۔ تو جماعت اہلِ حدیث کو شدید نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے...... مولوی ابراہیم صاحب نے متعدد ملاقاتیں کرکے علماء غزنویہ کو اس کے خلاف لکھنے پر آمادہ کر ہی لیا۔ چنانچہ صوفی عبد الحق غزنوی نے اربعین لکھی۔ جس میں ثنائی تفسیر کی چالیس فاش غلطیاں مدلل طور پر درج کیں۔ اور اس پر پنجاب۔ دہلی۔ بنگال مدراس اور تمام ہندوستان کے سربرآوردہ ستر اسی کے قریب علماء نے یہ فتوے دیا۔ کہ اس تفسیر میں ثناء اللہ نے معتزلہ جہمیہ وغیرہ فرق ضالہ کا اتباع کیا ہے۔ اور مولوی ثناء اللہ اہلحدیث سے خارج ہیں۔ مولوی ابراہیم سیالکوٹی نے بھی اربعین پر دستخط کئے"

(ملخص بلفظہ از فیصلہ مکہ صا۔۲)

مگر اس کے بعد کیا ہوتا ہے۔ وہ بھی فیصلہ مکہ کے الفاظ میں ہی سُنئیے۔
"کچھ دنوں کے بعد مولوی ابراہیم کا وہ سارا جوش و خروش وہ غیرت وحمیت رخصت ہوگئی۔ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سارے ولولے جاتے رہے" کجا آں شورِ شوری کجا ایں بے نمکی" کہاں یہ کہ مسجد غزنویہ کی صفیں گھسادیں اور آئے دن یہ تقاضا کہ اس فتنہ کی روک تھام کیجئے۔ کہاں یہ کہ کچھ دن کے بعد انہی مولوی ثناء اللہ کے ممد و معاون اور ایڈوکیٹ بن گئے۔ اور ان کی حمایت میں مختلف مقامات پر تقریریں کرتے ہوئے دکھائی دئے۔

وهل افسد الدين الا الملوك
واحبار سوء ورهبانها

ناظرین! یہی شعر ثناء اللہ صاحب اپنے مخالف مولویوں کے حق میں استعمال فرما چکے ہیں۔ اب وہی طویلے کی بلا بندر کے گلے ڈالی جارہی ہے۔ گویا عطائے تو بلقائے تو کا لطیف مظاہرہ ہے۔ جو حضرت مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس حدیث کی ناطق تصدیق ہے۔ کہ

"علماء هم شر من تحت اديم السماء من عندهم تخرج الفتنة وفيهم تعود"۔

یعنی ان اشر علماء کی نشانی یہ ہے۔ کہ انہی میں سے فتنہ نکلیگا۔ اور انہی میں پھر لوٹ جائیگا۔

یہ تو ہوئی پنجاب کے ایک لیڈر مقتدر مناظر اور ہمہ صفت موصوف عالم کی کارستانی "جو اس کے اپنے ہم مشرب علماء کی زبانی بیان کردہ ہے۔ اس کے بعد اب ذرا اور چھوٹے موٹے مولویوں کی ایمان فروشانہ کارستانیاں ذیل میں ملاحظہ فرمائی جائیں کہ اسی اسوۂ سئیہ پر دوسرے مولویان وہابیہ نے عمل کرکے دورنگی اور دورخی کا بدترین نمونہ قائم کیا۔ یعنی ثناء اللہ کو کچھ فتوے دیا۔ اور اس کے حریف کو بالکل اس کے مخالف اور متضاد لکھ کر دیا۔ چنانچہ جو ثناء اللہ کو لکھ کر دئے وہ فتوے ثناء اللہ نے کلام المبین کے نام سے شائع کئے۔ اور جو اس کے حریفوں کو ملے وہ اربعین کے نام سے شائع کئے گئے۔ جیسا کہ ذیل سے ناظرین پر واضح ہو جائیگا۔

شیخ حسین عرب غیر مقلد محدث بھوپال

انہوں نے مولوی ثناء اللہ کو تو یہ لکھ دیا۔

"میں نے اس **عظیم الشان** تفسیر کو دیکھا اور **خوب گہری نظر سے مطالعہ کیا** تو ایسا پایا کہ دل کو خوش کرتی ہے۔ عقل اور نقل سے ثابت ہے۔ زوائد اور فضول باتوں سے پاک۔ جو اس کو نہ دیکھیگا۔ اس کو دور و نزدیک کی ذرا بھی تمیز نہ ہوگی۔ جو اس کا ذائقہ چکھیگا۔ وہی خوش قسمت ہے۔ جس کو اس تقریر میں شک ہو۔ وہ اپنے شک کو یقین سے بدل لے۔ تو حق واضح اس پر کھل جائیگا۔" (کلام المبین ص۱۰۸ ملخصاً)

مگر ثناء اللہ کے مخالف گروہ کو یہ لکھکر دیا۔

"قد سلک ثناء اللہ فی تفسیرہ غیر ما سلکہ المحققون من المفسرین وخذی خذو المحرفین والمنتحلین قالوا اجب علیٰ کل من لہٗ قدرۃ احراق مثل ہذہ الخرافات (بلفظہ بقدر الحاجۃ اربعین ص۴۵)

ترجمہ۔ ثناء اللہ نے اپنی تفسیر میں سوائے طریقہ محققین مفسرین کے اور راہ اختیار کی اور محرفین کی چال پر چلا۔ پس مقدور والے پر ان **خرافات کا جلانا واجب ہے**۔"

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

ایک ہی قلم ایک ہی دماغ سے ہر دو فتوے لکھے گئے۔ اور دونوں فتوے خوب گہرے مطالعہ کے بعد لکھے گئے۔ ایک میں تفسیر کے مطالعہ کی تائید اور تاکید اور دوسرے فتوے میں **تنقید و تردید** اور اس کو خرافات قرار دیکر جلا دینے کی تاکید۔

حافظ عبد الہادی امام مسجد اہلحدیث شہر راولپنڈی

انہوں نے ثناء اللہ کو یہ لکھ دیا :۔

"خدا کا شکر ہے جس نے ہم پر تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن کی وجہ سے بڑا احسان کیا وہ تفسیر کیا ہے۔ اس میں علماء کے لئے بڑے بڑے فائدے ہیں۔ اور برگزیدوں کے لئے اسرار کریمیہ و انوار عظیمہ ہیں۔ خاکسار کو جب اس پر مطلع ہوا۔ تو اس کو ایسا ہی پایا۔ جیسا کہ اس کا نام ہے۔" (کلام المبین ص۱۲۱)

مگر حریف گردہ کو یہ لکھ کر دیا۔
"جب میں نے رسالہ مسمی بمذہب اہلحدیث مؤلفہ ثناء اللہ کا دیکھا۔ تو مجھکو حسن ظن ہوا۔ لہذا میں نے اس کی کتابیں منگالیں۔ اور حسب استدعا مطالعہ اس کے تکے اس کی تفسیر بھی لکھدی۔ جب میں نے اس کا مطالعہ کیا۔ تو خلاف مذہب۔ اہل سنت و مخالف سلف و ائمہ دین کے پایا۔ بلکہ اس میں بڑا دھوکہ وا بلہ فریبی اور مسلمانوں کیساتھ مخادعت والحاد ہے۔ لہذا میں تمام مسلمانوں کو متنبہ کرتا ہوں کہ اس کی کتابیں خصوصاً تفسیر اس کی کہ صریح تحریف ہے۔ اور تمام اہل اسلام کے مخالف ہے۔ ہرگز نہ دیکھیں۔ کیونکہ وہ متبع ہوا ہے۔ نہ متبع ہدیٰ اور تابع ملحدین و نیچرین کا ہے۔ نہ تابع مہاجرین و انصار و سلف صالحین کا نہ اس کے ساتھ مجالست و مکالمت کریں۔ اور نہ اس کو سلام دیں جب تک توبہ نصوح نہ کرے۔ اللہ تعالےٰ اسلام و اہل اسلام کو ایسے بیدینوں کے شر و فتنہ سے بچائے۔

ناظرین کرام! اس مفتی مولوی اہلحدیث کی دیانتداری اور علم کی پاسداری ملاحظہ فرمائیے۔ کہ کہاں تو یہ لکھا کہ "خاکسار کا فہم اسپر مطلع ہوا تو اس کو ایسا ہی پایا" مگر برخلاف اس کے جب فریق ثانی کی طرف سے زور پڑا۔ تو جھٹ سے اپنی سابقہ رائے کو بھول بھال کر یہ لکھ دیا۔ کہ
"جب میں نے اس کا مطالعہ کیا۔ تو خلاف مذہب پایا"
اب اس سے پہلے لفظ **مطلع** اور پچھلے لفظ **مطالعہ** کا ناظرین مزے لے لے کر مطالعہ فرمادیں۔ اور ان چودہویں صدی کے علماء کی دیانت و امانت اور تقوی کی داد دیں

تیسرے عالم اہلحدیث حافظ عبد السلام صاحب ملتانی پیر

جو ثناء اللہ کو کلام المبین کے لئے یہ لکھ کر دے چکے ہیں۔ کہ
"تفسیر القرآن ایسی کتاب ہے۔ کہ آج تک زمانے میں اس جیسی نہیں بنی۔ پس لوگو اگر تم اس کی خریداری کے لئے روپیہ نہ پاؤ۔ تو اپنی جانوں کو خرچ کردو" ص ۱۲۳
مگر حریف گردہ کو یہ لکھ کر دیا"
"میں نے بعض مقامات تفسیر مذکور کو دیکھکر تحسین کی تھی۔ اور اسپر تقریظ لکھی تھی

لیکن جب بغور اسکو دیکھا اور تفاسیر اسلامی سے مقابلہ کیا۔ تو ان کے مخالف پایا۔ اس لئے مجھے اپنی سابقہ خطا کا اعتراف فرض ہے۔ اور میں اس تقریظ کی بابت خدا تعالےٰ سے معافی چاہتا ہوں۔ اور قسم ہے خدا کی اس تفسیر از کی سے خدا اور رسول و مومنین علیحدہ ہیں" (اربعین ص۲۹)

جان کو حرج کر کے تفسیر خریدنے کی تاکید فرماتے والے اہلحدیث حافظ صاحب نے کس طرح ایک آن واحد میں اپنی پہلی رائے کا حلیہ ہی بالکل بدلدیا ہے۔

چوتھے عالم مولوی عبدالتواب صاحب ملتانی اہلحدیث ہیں

پہلے ثناء اللہ کو تو یہ لکھکر دیا۔ کہ

"میں نے تفسیر القرآن مصنفہ مولوی ثناء اللہ امرتسری دیکھی۔ پس میں نے اس کو ایک بابرکت دفتر پایا۔ جو چمکتے موتیوں پر مشتمل ہے۔ اس کی تعریف کسی کے بیان میں نہیں آسکتی۔ نہ اس کی خوبیوں کو کوئی کتاب گھیر سکتی ہے۔ مصنف نے اس میں عجیب و غریب نکات بیان کئے ہیں" (کلام المبین ص۱۲۴)

مگر دوسرے فریق کو یہ لکھ کر دیا۔ کہ

"ثناء اللہ کی تفسیر بالرائے ہے۔ جس کے لئے وعید شدید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص اپنی رائے سے تفسیر قرآن کرتا ہے۔ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں کر لے یہی حدیث دلیل ہے۔ ثنائی مزخرفات کیلئے" (اربعین ص۱۲۸)

ناظرین دیکھا۔ وہ عجیب و غریب نکات جو پہلی رائے میں چمکتے ہوئے موتی تھے اب معاذہ ثنائی مزخرافات کا ڈھیر بن گئے۔ اور وہ تفسیر جو پہلے بابرکت دفتر تھا۔ اب ثناء اللہ کے لئے جہنم میں ٹھکانے کا موجب بن گیا ہے۔

پانچویں عالم مولوی محمد سعید صاحب مسلم بنارسی اہلحدیث ہیں

مولوی ثناء اللہ کو تو یہ لکھدیا۔ کہ

"واقعی تفسیر مختصر مطلب خیز ہے۔ قرآن سے قرآن کی تفسیر کی گئی ہے۔ آپ نے بڑی جانفشانی کی ہے۔ اللہ آپ کی محنت کو مشکور کرے" (کلام المبین ص۱۲۵)

اس کے خلاف یہ لکھا ۔
"ثناء اللہ کی تفسیر سلف کے طریقہ پر نہیں ۔ بلکہ معتزلیوں کی روش پر ہے ۔ اور اس کا مؤلف محدثین کے طریقہ پر نہیں ۔ بلکہ گمراہوں سے ہے۔" (عشرہ کاملہ حاشیہ صـ۲)
وہ مطلب نمبر ۲ اور تفسیر بالقرآن تفسیر دوسرے فتوی میں معتزلانہ اور گمراہوں کی روش کی تفسیر ہے ۔ بنارسی صاحب نے مشکوری کا اچھا نمونہ دکھایا ۔ کہ ثناء اللہ کو معتزلی اور گمراہ قرار دیدیا ۔

چھٹے مشہور و معروف پنجابی عالم اہلحدیث حافظ عبد المنان صاحب وزیر آبادی

ان کے اندھا دھند فتووں کی عجیب ہی کیفیت ہے ۔ جو ایک طرف مضحکہ خیز ہے تو دوسری طرف عبرت انگیز ہے ۔ کیونکہ پہلے ثناء اللہ کے مخالف رائے دی ۔ پھر موافق دی ۔ اس کے بعد پھر شائد نذرانہ کی بولی بڑھ گئی ۔ تو پھر اپنے پہلے مخالف رائے کی طرف انقلاب کیا ۔

چنانچہ پہلے یہ لکھا :-
"میں نے تفسیر عربی ثناء اللہ امرتسری کی مواضع متعددہ سے سنی ۔ اکثر تفسیر سلف صالحین و خیر القرون کے خلاف ہے ۔ بلکہ اکثر موقعہ پر تفسیر بالرائے ہے ۔ اہلحدیث کو اس تفسیر پر اعتبار نہ کرنا چاہیئے" (اربعین صـ۱۱)

پھر ثناء اللہ کو لکھکر دیا :-
"عزیزی ثناء اللہ (اربعین میں) جس عبارت پر مجھ سے دستخط کرایا وہ نہ میرے ہاتھ میں دی گئی ۔ نہ میرے پاس چھوڑی گئی ۔ فقط قاری نے قرأت کرکے مجھ سے دستخط کروالیا۔"

"میں نے اربعین غزنویہ اور اس کا جواب الکلام المبین بغور سنا تو معلوم ہوا کہ اربعین کے بہت سے اعتراضات بالکل بے جا اور فضول ہیں ۔ اور اربعین کے مفتیوں نے تو غضب ہی کیا ہے ۔ کہ ایک اللہ کے بندہ مولوی ثناء اللہ کو اہل سنت سے تو کیا اسلام سے ہی خارج کردیا۔"
(کلام المبین صـ۱۲۹)

پھر اربعین والوں نے حافظ صاحب کی ڈنگوری پکڑ کر ذرا پیچھے کی طرف موڑ دی ۔ تو پھر یہ لکھا

"برادران دین کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ اربعین پر جو کچھ میں نے لکھا تھا۔ وہ حق تھا۔ میں اس پر اب تک قائم ہوں۔ یعنی مولوی ثناء اللہ کی تفسیر القرآن کو اکثر جگہ تفسیر بالرائے اور مخالف تفسیر سلف صالحین کے یقیناً جانتا ہوں۔ اور کلام المبین پر میرے نام سے جو مضمون لکھا گیا وہ نہ پوری میری عبارت ہے۔ اور نہ مضمون حاشا وکلا۔ بلکہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی تحریف ہے۔ اپنی طرف سے انہوں نے جو جی میں آیا ہے بلا اجازت میری لکھدیا ہے۔ کلام المبین کے شائع ہوتے ہی میں نے اپنی برأت کا اشتہار دینا چاہا تھا۔ مگر مولوی ثناء اللہ دوبار میرے پاس آئے اور کہا۔ میں ان سب باتوں سے رجوع کر کے ان کی اصلاح کروں گا۔ اور وہ تھے میرے شاگرد۔ پس ان کی لیت ولعل کی وجہ سے اظہار برأت میں دیر کرتا آیا ہوں۔ چونکہ اب رجوع کی امید نہیں۔ لہذا مجبوراً اظہار حق کو مقدم جان کر الکلام المبین کی عبارت سے جو میرے نام سے درج ہے۔ برأت کر کے تمام اہل سنت والجماعت کو مطلع کرتا ہوں۔ کہ مولوی ثناء اللہ نے کلام المبین میں نقل عبارت میں جنکو تائیداً ذکر کیا ہے۔ بہت جگہ خیانت کر کے ناظرین کو دھوکا دیا ہے۔

"اشتہار البرأت الی اللہ من صنیع ثناء اللہ"

مطبوعہ مطبع احمدی وزیر آباد۔ مورخہ ۷ ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ ہجری

ناظرین! اس وزیر آبادی ظاہری و باطنی نابینا کی حرکات مذبوحی کو ملاحظہ فرمایئے کہ کس طرح بے پیندے لوٹے کی طرح اظہار رائے میں ایک جگہ نہیں ٹھہرے۔ پہلے اس تفسیر ثنائی کو بے اعتبار قرار دیا۔ پھر ثناء اللہ کی درخواست پر یہ لکھ دیا۔ کہ اربعین کا جواب کلام المبین بغور سنا تو معلوم ہوا۔ کہ اربعین کے بہت سے اعتراضات بالکل بے جا اور فضول ہیں۔ بلکہ اربعین کے مفتیوں کو اندھا دھند لتاڑنا شروع کر دیا۔ کہ اللہ کے بندہ ثناء اللہ کو اسلام سے خارج کر دیا۔ بہت ہی غضب کیا۔ اب اس بغور سننے اور سمجھنے اور اپنی پختہ رائے دینے کے بعد پھر جو کثرت رائے کا بوجھ پڑا۔ تو برداشت نہ کر سکے جھٹ اس بغور سے سنے اور لکھے کو ملیا میٹ کر کے اشتہار میں اربعین والے فتوے اور رائے کا اعادہ کر دیا۔ نہ صرف اعادہ بلکہ مزید دو چار حافظانہ صلواتیں بجائے اللہ کے بندے مولوی ثناء اللہ کو سنا دیں۔

اب ایک آخری مثال دیکر اس ناگوار ضمنی موضوع کو ختم کرتا ہوں۔ وہ مثال مولوی

محمد حسین صاحب بٹالوی کی ہے۔ جس کے روحانی فرزند ہونیکا ثناء اللہ صاحب کو فخر حاصل ہے۔ یہ مثال بھی بعینہٖ درزِ یرآبادی نابینا کی مثال کی مثنے ہے۔ جو دلچسپی سے خالی نہ ہوگی۔ بٹالوی صاحب۔ اس تفسیر کے متعلق لکھتے ہیں:۔

بٹالوی کی پہلی رائے تفسیر کے متعلق

"خاکسار نے امرت سری کی تفسیر عربی جو درحقیقت تحریف القرآن بالحاد والاعتزال والہزیان والبہتان ہے۔ ان چالیس مقامات سے جن میں عبدالحق غزنوی نے رسالہ اربعین میں محرف کا تعاقب کیا ہے۔ علاوہ بریں اور پانچ یا ترتیب اور بلا ترتیب بہت سے متفرق مقامات سے بہ نظر غائر ملاحظہ کیا۔ کسی ایک مقام میں بھی مسمی کو مطابق نہ پایا اس کا مصنف اس تفسیر سراپا الحاد۔ تحریف میں پورا مرزائی پورا چکڑالوی اور چھٹا ہوا نیچری ہے۔ اس کا اہلحدیث کہلانا اور اپنے مطبع اور رسالہ عقائد و اخبار کا نام اہلحدیث رکھنا محض ابلہ فریبی اور دھوکہ دہی ہے۔ جس سے اس کی غرض جہلائے اہلحدیث کو اپنے دام میں لانا اور ان کا مال مارنا اور ٹکے کمانا ہے۔ حدیث کا یہ شخص درپردہ منکر ہے۔ قرآن کی تفسیر رائے سے کرتا ہے"۔ (بلفظہٖ ملخصاً اربعین صـ۲۶)

اب اس چہرہ شاہی مولوی نے بانیانِ اربعین کو تو یہ جلال بھرا فتوے لکھ کر دے دیا مگر ثناء اللہ امرت سری کے نام مندرجہ ذیل پیغام بھیجا۔ کہ

بٹالوی کی دوسری رائے:۔ "میں نے کلام المبین فی جواب الاربعین کو دیکھا۔ کچھ شک نہیں۔ کہ اربعین کے اعتراضات کے جوابات مصنف نے دیدئے ہیں۔ اور اربعین کے مصنفوں کے تعاقبات سے **مصنف (ثناء اللہ) چھوٹ گیا**"!

گواہ شد خواجہ حبیب اللہ۔ حکیم محمد الیاس امرت سری۔ مولوی اسد اللہ تا سہیل (کلام المبین صـ۱۳)

تفسیر کو بہ نظر غائر ملاحظہ کئے ہوئے اربعین کے مقامات پڑھنے کی وجہ سے ثناء اللہ ابلہ فریب۔ دھوکہ باز۔ طالب دعا۔ منکر حدیث وغیرہ وغیرہ کیا کیا بنایا گیا۔ مگر اس شاگرد نوازی میں اس کا دہ جوش مغلظات جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔ اور صاف کہدیا۔ کہ **ثناء اللہ چھوٹ گیا**"۔ حالانکہ بٹالوی کا فتوے اربعین کی ۴۰ غلطیوں کے مطابق ہی مرتب ہوا تھا۔

بٹالوی کی تیسری رائے خیر اس پر بس نہیں۔ منشیا وزیرآبادی کی طرح بٹالوی صاحب نے بھی ایک پلٹا اور کھایا۔ اور اس کے بعد ایک بارہ صفحہ کا الٹی میٹم بنام ثناءاللہ شائع کیا جس میں لکھا۔

"اے عزیز تم نے میری نسبت یہ چھاپ دیا ہے۔ کہ میں نے الکلام المبین کو کافی جواب اربعین تسلیم کیا ہے۔ اور اس نے الزامات سے تمہارا جھوٹ جانا مان لیا ہے جس پر مثل دروغ گو کم برروئے تو پوری صادق آتی ہے۔ کیونکہ اس نے ایک حصہ میری تقریر کا لے لیا۔ اور باقی نصوص کو جن میں تمہارے اہل حدیث ہونے کی نفی نکلتی تھی۔ چھوڑ دیا۔ اور نقل کلام میں سرقہ کیا" بلفظہٖ صفحہ ۲

اب ہمیں ان کی اندرونی کشیدگیوں سے کوئی تعلق نہیں۔ خواہ وہ آپس میں سیاہ کریں یا سفید بلکہ ہیں ان حوالجات طویلہ کو نقل کرنے سے یہ مقصود ہے۔ کہ ہر دو فریق اہل حدیث فرقہ کے چوٹی کے عالم مناظر مصنف اور مفتی اور مفسر وغیرہ ہیں۔ جو مسلمہ ہر دو فریقین مفتری جھوٹے کذاب اور دھوکے باز اور خدا جانے کیا کیا ثابت ہوتے ہیں۔ نہ انہیں اپنے قول و قرار کا پاس ہے۔ اور نہ اپنے اندرونی و بیرونی مخالفوں کا خوف ہے۔ کہ ان کی اس بے تحاشا دھینگا مشتی اور نفسانی جنگوں سے ان کے فرقہ اور مذہب پر دنیا کیا کہیگی۔ انہیں تو اپنے حلوے مانڈے سے کام ہے۔ جس نے ذرا مرغن حلوا کھلا دیا۔ بس اسی کا گانے لگ گئے۔ اور پھر یہ دعویدار ہیں وارث انبیاء ہونے کے۔ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کہلانے کے۔ مصلحان قوم و ملک کی دستار اصلاح سر پر باندھنے کے۔

شر من تحت ادیم السماء علماء

دراصل ان ناخلف علماء کی یہ نفسانی لڑائیاں ہی کافی دلیل اور ثبوت ہیں۔ سابقہ فتوے باز مولویوں "پگڑی اچھال علماء" کی حاسدانہ روش پر جنہوں نے گذشتہ انبیاء اور اولیاء اور مجددین کی وقتاً فوقتاً تکذیب و تکفیر کی۔

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

ناظرین! ان ناخلف سپوتوں کے کردار پر پہلے مفتیان شرع دین کے حالات تکفیر کا اندازہ لگالیں۔ پہلے لوگ، تو پھر بھی بہ نسبت ان کے زمانہ نبوی کے زیادہ قریب

تھے۔ اس لئے ممکن ہے کہ وہ ان موجودہ علماؤں سے کسی حد تک اچھے ہوں۔ مگر اب تو بالکل وہی زمانہ آگیا ہے جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ علماء ھم شر من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود یعنی اس زمانہ کے بدترین خلائق علماء ایسے ہوں گے۔ کہ انہی میں سے فتنہ و فساد اٹھیگا۔ اور انہی میں پھر لوٹ جائیگا۔ چنانچہ دیکھ لو۔ متذکرۃ الصدر فتویٰ بازی جو ثناء اللہ کے متعلق بیان ہو چکی ہے۔ صرف اہلحدیث تک ہی محدود ہے کسی اور فرقے نے ابھی تک ان میں دخل نہیں دیا۔ یہ یا ہمی جوت پیزار بھی چھوٹوں موٹوں میں نہیں۔ بلکہ چوٹی کے سربرآوردہ علماء کے درمیان ہے۔ جو سردار اہل حدیث اور امیر اہلحدیث وغیرہ وغیرہ کے آنریری اور بے اختیار عہدوں سے سرفرازہ ہو چکے ہیں۔ اب بیچارے عوام اہلحدیث کا خدا جانے کیا حال ہوگا۔ اور ابھی تو میں نے اس بیان کو اپنے موضوع سے خارج سمجھکر اختصار کرکے لکھا ہے۔ ورنہ اس کے لئے تو ہزاروں صفحات کے دفتر بھی کم ہیں۔

میرے مکرم میر قاسم علی صاحب نے اہلحدیث علماء کی ان ریشہ دوانیوں اور کارستانیوں کو نہایت دلچسپ پیرائے میں "مُلّائے خلف" کے نام سے عرصہ ہوا شائع کیا ہوا ہے۔ جو پڑھنے کے قابل ہے۔ میں نے بھی حسب ضرورت اس کتاب سے مدد لی ہے۔ نجزاہ اللہ احسن الجزا

تفسیر نویسی کے چیلنج کی مار پڑی

یہاں پر یہ لکھدینا بھی بے موقعہ نہ ہوگا۔ کہ تفسیر ثنائی کی وجہ سے مولوی ثناء اللہ کی جو یہ گت اپنے ہی روحانی اور مذہبی باپ بھائیوں کے ہاتھوں ہوئی ہے۔ اس کا موجب یہ آپ ہی ہوا ہے۔ کردنی خویش آمدنی پیش کا نظارہ اس کی آنکھوں کے سامنے آگیا کیونکہ وہ اپنی شامت اعمال سے اس زمانہ کے مجدد اور مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتاریخ ۱۲؍نومبر ۱۹۰۲ء بذریعہ کھلی چٹھی مطبوعہ کے تفسیر ثنائی کے بالمقابل تفسیر لکھنے کا چیلنج دے بیٹھا۔ تو اللہ تعالےٰ نے اس کو ایسا رسوا کیا۔ کہ بجائے اس کے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا کوئی اور اہل سنت والجماعت کے فرقہ والا اس کی مایہ ناز تفسیر کے تار و پود بکھیرتا۔ خود اسی کے اپنے گھر کے بھیدیوں نے اس کی اس تفسیر کو ہی مردود اور مطرود اور کفر و الحاد کا ذخیرہ قرار دیا۔ چنانچہ اس کا وہ چیلنج حسب ذیل ہے :-

"اگر قرآنی لطائف و معارف دکھلانے منظور ہوں۔ تو میری عربی تفسیر کے مقابلہ پر ایک عربی تفسیر اسی طرز کی لکھیں۔ بعد تیار ہونے کے منصف مسلم الطرفین سے فیصلہ کرایا جاوے گا"

(بلفظہٖ عن مواضع الحاجۃ ص۳۱)

سچ ہے۔ کہ ؎

تکبر عزازیل را خوار کرد

مسلم الطرفین منصف تو بجائے خود رہے۔ خود اسی کے اپنے یار غار مولوی ابراہیم سیالکوٹی روحانی باپ محمد حسین بٹالوی۔ روحانی باپ کے یعنی وزیر آبادی نابینا اور دیگر اس کے خاص الخاص جیس القرینوں نے اور پھر سب سے بڑھ کر حال ہی میں مؤتمر مکہ جو روئے زمین کے اہل حدیثوں کے لئے حجت ناطقہ اور ضمانتہ ہے۔ انہوں نے اسی معارف و لطائف بھری تفسیر کو مزخرفات اور کفر و الحاد کا ڈھیر قرار دے کر ابد تک کے لئے اس تفسیر کو بھی اور اس کے مفسر کو بھی جہنمی مردود اور ملحد وغیرہ قرار دیا۔

ان فی ذالک لعبرۃ لاولی الالباب

وبائے تکفیر نے دنیا میں ایک بھی مسلمان نہیں چھوڑا

ناظرین انصاف آگین! ان تکفیری فتووں کی بوچھاڑ اور بھرمار کے مطالعہ سے آپ پر واضح ہو گیا ہو گا۔ کہ ہمارے دین کے محافظ اور علمبردار علماء کرام کا صبح و شام کا شغل صرف اور صرف یہی رہا ہے۔ کہ مسلمانوں کو کافر و مرتد بنا دیں۔ اور اپنے معمولی سے معمولی فروعی اختلافات اور ذاتی تنازعات کی بنا پر ایک دوسرے کو ایسا سخت کافر قرار دیتے ہیں۔ کہ اس کو دین و دنیا کا نہیں چھوڑتے۔ پھر باہمی دو دو چار چار مولوی ایک خیال کے اکٹھے ہو کر پارٹی فیلنگ کے ذریعہ قوم میں افتراق و تشتت پیدا کرنا ہی اصل خدمت اسلام سمجھ رہے ہیں۔ گویا اب یوں سمجھ لیں۔ کہ ان تمام فتووں کی رو سے مسلمانوں میں سے ایک بھی فرد ایسا نہیں۔ جو یہ دعوے کر سکے۔ کہ میں ایک مسلمان ہوں۔ جو کسی تکفیری فتوے کے ماتحت نہیں۔ دنیائے اسلام میں یہی چار پانچ بڑے بڑے فرقے ہیں۔ شیعہ۔ خارجی۔ سنی اہل حدیث۔ نیچری اور ان تمام فرقوں کے علماء کرام ہم عام لوگوں کے لئے واجب التعظیم ہیں۔ ہم کس کو جھوٹا کہیں۔ اور کس کو سچا۔ ہماری کیا مجال ہے کہ ہم ان کی تردید و تکذیب کر سکیں

سب کے سب دین کے بڑے بڑے ستون ہیں۔ ہم تو کسی کو بھی جھٹلانے کا حق نہیں رکھتے کیونکہ بلحاظ علم کے ہمارے لئے سب ایک ہیں۔ اس لئے ان علماء کرام کے مجموعی فتاوٰی کی رو سے گویا چالیس کروڑ سے چالیس کروڑ مسلمان ہی کافر و مرتد ہو گئے۔ اب مزید کسی فتوےٰ کی ان بزرگوں نے گنجائش نہیں چھوڑی علاوہ ازیں ان بڑے فرقوں کی چھوٹی موٹی شاخیں بھی ہو سکتی تھیں۔ سوا ان کے لئے علماء کرام مثل مولوی احمد رضا خاں بریلوی وغیرہ نے فتاوٰی رضائیہ اور حسام الحرمین وغیرہ رقم فرما کر فیصلہ فرما دیا۔ اور ہر فرقے کے فروعی اور ضمنی فرقے جو کسی کے وہم و گمان میں آ سکتے ہیں جس کا ہم میں سے اکثر نے پیروہونا تو بجائے خود رہا۔ نام تک بھی کبھی نہیں سنا ہوگا۔ اس قسم کے سینکڑوں ہزاروں فرقے بریلوی صاحب نے تصنیف کر کے اپنی اس ضخیم و جسیم کتاب فتاوٰی رضائیہ میں بھر کر حد کفر وارتداد لگا دی ہے۔ گویا اب دنیا مسلمانوں سے علماء کرام کے فتووں کی رو سے بکلی خالی ہو چکی ہے۔ اور اب نام کو بھی مسلمان نہیں رہا۔ بلکہ بموجب مذکورہ فتاوے کے کسی کو مسلمان کے نام سے پکارنا بھی اپنی بیوی کو زن طلاق دینا ہے۔ اور اپنی اولاد کو حرامی قرار دینا ہے۔

تکفیر اُمّتِ محمدیہ پر علمائے زمانہ کا زبردست اجماع

پس یہ ایک اتنا بڑا اور زبردست اجماع ہے۔ کہ جس کی نظیر گذشتہ کسی زمانہ میں نہیں پائی جاتی۔ کہ تمام فرقوں کے علمائے کرام یکزبان ہو کر فیصلہ فرما رہے ہیں۔ کہ ہر ایک وہ جو مسلمان کہلاتا ہے۔ کافر ہے۔ اس اجماع کے علاوہ اب میں چند ایک ایسے حوالجات بھی پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں جن میں خود علماء کرام اور عمائدین اسلام نے اقرار کیا ہے۔ کہ ہم مسلمان نہیں رہے۔ کافر اور ایسے کافر کہ یہودیوں اور نصاریٰ سے بھی بدتر کافر ہیں ٭

عمائدین اور لیڈروں کا اپنا اقرار کفر

۱۔ جو حضرت مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس حدیث کی لفظ بلفظ تصدیق ہے جس میں حضور صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا۔ کہ اسلام کا

فقط نام اور قرآن کا فقط نقش باقی رہ جائیگا۔ وغیرہ ہیچ۔ ان کی مسجدیں آباد ہوں گی۔
یعنی ظاہر کے نمازی بہت ہوں گے۔ لیکن ہدایت سے ویران ہوگی۔ کوئی ان میں
دین کی راہ پر نہ ہوگا۔ علماء ان کے سب لوگوں سے بدتر ہوں گے۔ جو آسمان کے نیچے
ہیں ان ہی کے پاس سے فتنہ نکلیگا۔ اور ان ہی کے اندر پھر کر جائیگا"۔
از کشف اللثام موئلفہ مولوی صدیق حسن خاں اہلحدیث

چنانچہ اسی حدیث کی تصدیق بھی خود مولوی صدیق حسن خاں یوں فرماتے ہیں کہ
۲۔" علماء بدعات و منکرات نکال کر فتنہ برپا کرینگے۔ ایک دوسرے کو کافر بنا کر اپنا
ایمان برباد کرینگے۔ بہر حال یہ حدیث بھی ایک معجزہ ہے۔ کیونکہ سارے امور مطابق ارشاد
حضور کے واقع ہوئے۔ اور ہم نے بھی اپنی آنکھ اور کان سے دیکھے سُنے۔ اور سب لوگ
ہر روز دیکھتے سنتے رہتے ہیں۔ لیکن ہزاروں میں ایک کو بھی عبرت نہیں ہوتی۔ ہر شخص یہ
جانتا ہے۔ کہ یہ حدیث حق میں دوسروں کے آئی ہے۔ نہ میرے حق میں۔
(کشف اللثام ص۷)

پھر تفسیر فوز الکبیر ص۱ پر لکھا ہے:۔
۳۔" اگر نمونہ یہود خواہی کہ بینی علماء سوء کہ طالب دنیا باشند" اگر تم یہودیوں
کا نمونہ دیکھنا چاہتے ہو۔ تو ان کفر باز بدتر مولویوں کو دیکھ لو۔ جو دنیا کی ہوا و ہوس
میں مبتلا ہیں"۔

مولوی صدیق حسن خانصاحب اقترب الساعۃ ص۱۲ پر رقم فرماتے ہیں:۔
۴۔" اب اسلام کا صرف نام۔ قرآن کا فقط نقش باقی رہ گیا ہے۔ علماء اس
امت کے بدتران کے ہیں"۔
۵۔" سچی بات تو یہ ہے۔ کہ ہم میں سے قرآن مجید بالکل اٹھ چکا ہے۔ فرضی طور پر
ہم قرآن مجید پر ایمان رکھتے ہیں۔ مگر واللہ دل سے اسے معمولی اور بہت معمولی اور بیکار
کتاب جانتے ہیں"۔ (اہلحدیث ۱۴ر جون ۱۹۱۲ء)
پھر لکھتے ہیں:۔
۶۔" سو یہ بڑے بڑے فقیہ۔ یہ بڑے بڑے مدرس۔ یہ بڑے بڑے درویش۔
جو ڈنکا دینداری خدا پرستی کا بجا رہے ہیں۔ در حق تائید باطل تقلید مذہب تقلید متسب

کے خوگر ہونگے۔ اس کے متعلق کہیں گے۔ کہ یہ تو ہمارے دین کو خراب کرتا ہے۔ اور سب اس کی مخالفت کیلئے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اور کفر کے فتوے دینے کے عادی ہونے کی وجہ سے اسے کافر اور گمراہ قرار دینگے"۔

اسی طرح امام ربانی مجدد الف ثانی نے مکتوبات مکتوب ۵۵ جلد ۲ صفحہ ۱۰۱ میں لکھا ہے۔ کہ "مسیح موعود کی باتوں کا علماء ظواہر انکار کرینگے۔ اور مخالف کتاب و سنت جانینگے"۔

علماء ظاہر کی ناقابل قبول شہادت حضرت امام مالک کا مذہب ہے کہ ایسے علماء کی شہادت قبول کرنا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ ذُکِرَ فِی الْمَبْسُوْطِ فِی مَذْھَبِ مَالِکٍ اِنَّہٗ لَا یَجُوْزُ شَہَادَۃُ الْقَارِیْ یعنی الْعُلَمَاءُ لِاَنَّھُمْ اَشَدُّ النَّاسِ تَحَاسُدًا اَوْ تَبَاغُضًا (ہدیہ مجددیہ صفحہ ۱۰۲)

کہ علماء کی شہادت قبول کرنا اس لئے بھی جائز نہیں۔ کہ وہ اول درجہ کے حاسد اور بغض رکھنے والے ہیں"۔

پس ان علماء ظواہر کا کسی مدعی مجددیت یا نبوت یا مسیحیت اور مہدویت کے حق میں کسی قسم کا کفر و الحاد کا فتوے ہرگز قابل قبول نہیں۔ کیونکہ ایک طرف وہ خود اپنے اجماعی فتاوی کی رو سے کافر اور مرتد دوسری طرف احادیث نبویہ میں ان کے موجودہ حالات اور واقعات کا صحیح صحیح فوٹو بطور پیشگوئی مرقوم موجود ہے۔ تیسری طرف خود ان کے اپنی زبان اور قلم سے اپنی کافرانہ اور ملحدانہ حالت پر شہادتیں موجود ہیں۔ کہ آئے دن بڑے بڑے علماء لیکچرار اور واعظ ممبروں اور سٹیجوں پر اپنی حالت کا فرانہ کا رونا روتے رہتے ہیں۔

جیسے مولوی ثناء اللہ نے اہل حدیث ۱۵ جولائی ۱۹۰۴ء کے صفحہ ۱ پر لکھا۔

اقرار ثناء اللہ کہ اب مسلمان کوئی نہیں — ان مسلمانوں کی تو یہ حالت ہے۔ کلما عاھدوا عھدا نبذہ فریق منھم بل اکثرھم لا یومنون۔ عوام کالانعام تو بجائے خود خواص ہی اس قابل نہیں۔ کہ ان کو اسلامی احکام کا پابند کیا جائے۔ علماء کرام۔ ایڈیٹران اخبار۔ مالکان مطبع بھی تو مصلحان قوم کے احسانات ہیں۔ بتلایئے ان میں کتنے اک ہیں جو نمونہ اسلام کہلانے کا حق رکھتے ہیں۔ حالت موجودہ کے لحاظ سے تو یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ ؎

ڈر ہے کہیں یہ نام بھی مٹ جائے نہ آخر
مدت سے اسے دور زماں میٹ رہا ہے

کے خوگر ہونگے۔ اس کے متعلق کہیں گے۔ کہ یہ تو ہمارے دین کو خراب کرتا ہے۔ اور سب اس کی مخالفت کیلئے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اور کفر کے فتوے دینے کے عادی ہونے کی وجہ سے اسے کافر اور گمراہ قرار دینگے"۔

اسی طرح امام ربانی مجدد الف ثانی نے مکتوبات مکتوب ۵ جلد ۲ صفحہ ۱۰۱ میں لکھا ہے۔ کہ "مسیح موعود کی باتوں کا علماء ظواہر انکار کرینگے۔ اور مخالف کتاب و سنت جانینگے"۔

علماء ظاہر کی ناقابل قبول شہادت

حضرت امام مالکؒ کا مذہب ہے کہ ایسے علماء کی شہادت قبول کرنا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ ذُکِرَ فِی الْمَبْسُوْطِ فِیْ مَذْهَبِ مَالِكٍ اِنَّهٗ لَا يَجُوْزُ شَهَادَةُ الْقَادِیْ یعنی العُلَمَاءِ لِاَنَّهُمْ اَشَدُّ النَّاسِ تَحَاسُدًا اَوْ تَبَاغُضًا (ہدیہ مجددیہ صفحہ ۱۰۲)

کہ علماء کی شہادت قبول کرنا اس لئے بھی جائز نہیں۔ کہ وہ اول درجہ کے حاسد اور بغض رکھنے والے ہیں"۔

پس ان علماء ظواہر کا کسی مدعی مجددیت یا نبوت یا مسیحیت اور مہدویت کے حق میں کسی قسم کا کفر و الحاد کا فتوے ہرگز قابل قبول نہیں۔ کیونکہ ایک طرف وہ خود اپنے اجماعی فتاوی کی رو سے کافر اور مرتد دوسری طرف احادیث نبویہ میں ان کے موجودہ حالات اور واقعات کا صحیح صحیح فوٹو بطور پیشگوئی مرقوم موجود ہے۔ تیسری طرف خود ان کے اپنی زبان اور قلم سے اپنی کافرانہ اور ملحدانہ حالت پر شہادتیں موجود ہیں۔ کہ آئے دن بڑے بڑے علماء لیکچرار اور واعظ ممبروں اور سٹیجوں پر اپنی حالت کافرانہ کا رونا روتے رہتے ہیں۔

جیسے مولوی ثناء اللہ نے اہل حدیث ۱۵ جولائی ۱۹۰۴ء کے صفحہ ۱ پر لکھا۔

اقرار ثناء اللہ کہ اب مسلمان کوئی نہیں

۔ "مسلمانوں کی تو یہ حالت ہے۔ کلما عاهدوا عهدا نبذه فريق منهم بل اكثرهم لا يومنون۔ عوام کالانعام تو بجائے خود خواص ہی اس قابل نہیں۔ کہ ان کو اسلامی احکام کا پابند کیا جائے۔ علماء کرام۔ ایڈیٹران اخبار۔ مالکان مطبع بھی تو مصلحان قوم کے احسانات ہیں۔ بتلایئے ان میں کتنے اک ہیں جو نمونہ اسلام کہلانے کا حق رکھتے ہیں۔ حالت موجودہ کے لحاظ سے تو یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ ؎

ڈر ہے کہیں یہ نام بھی مٹ جائے نہ آخر
مدت سے اسے دور زماں میٹ رہا ہے

پھر اخبار اہلحدیث ۲۹ر جولائی ۱۹۰۴ء لکھتا ہے۔

"ہائے ہمارے علماء مختلف خیال والوں کا ایک جگہ جمع ہونا بھی حرام جانتے ہیں۔آپ ہم سے کفار کی ریس کرانا چاہتے ہیں۔ڈوب جائیں مرجائیں پر ایسا نہ کرینگے"

پھر اخبار اہلحدیث ۹ر دسمبر ۱۹۰۴ء میں ہائے مسلمانوں کی سرخی دے کر مولوی ولی محمد حنفی جالندھری کا کفرنامہ درج کرکے مولوی ثناء اللہ لکھتا ہے :۔

۳۔ "اس اشتہار (کفرنامہ) کو دیکھکر کون پتھر دل مسلمان ہے۔جو ہمارے علماء کی حالت زار پر آٹھ آٹھ آنسو نہ روئے۔اللہ اللہ ایک زمانہ میں ہمارے علماء کافروں کو مومن بناتے تھے۔مگر اب اس کے برعکس ہر ایک کی یہی کوشش ہے۔کہ جس طرح ہوسکے دوسرے پر کوئی نہ کوئی فتوے جڑا جائے"

پھر ۸ر دسمبر ۱۹۰۵ء کے اہلحدیث میں لکھا ہے۔

۴۔ "اگر آریہ سماج اسلام کے مٹنے کی کوشش کر رہا ہے۔تو دوسری طرف ہمارے علماء کرام ایک دوسرے کو کھائے جاتے ہیں۔شب و روز بجائے اتحاد و اتفاق کے تفریق و نفاق کو تقویت آپس میں دے رہے ہیں۔جہاں کسی نے ذرا بھی ان کے منشاء کے خلاف کام کیا۔بس فوراً مورد طعن ہوگیا۔کفر کے فتوے اشتہاروں یا برساتی کیڑوں کی مانند دربدر پھیر رہے ہیں"

مسدس حالی والی مشہور و معروف نظم نے جو مسلمانان موجودہ کی حالت زار کا نقشہ کھینچا ہے۔وہ بھی بزبان حال و قال پکار پکار کر مسلمانوں کو کافر ظاہر کر رہا ہے۔

پس ناظرین! اندریں حالات ان اقراری مجرم فتوی بازوں کے حسد و بغض بھرے فتووں کی کیے کوڑیاں اٹھ سکتی ہیں۔کہ آئے دن اپنے خصم کے دلائل سے عاجز آکر اسی دقیانوسی ناکام حربہ کو چلاتے رہتے ہیں۔

صرف جماعت احمدیہ وبائے تکفیر سے محفوظ ہے

اب دنیا بھر میں دیکھ لو۔سوائے جماعت احمدیہ اور امام جماعت احمدیہ کے سب کے سب اس تکفیری وبا میں مبتلا رہیں۔سب نے ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگائے۔مگر اس جماعت نے آج تک کوئی فتویٰ نہیں جڑا۔اور جڑتے بھی کس پر۔علماء کرام نے کہیں

بھی گنجائش نہیں چھوڑی۔ کیونکہ سب مسلمان بموجب فتووں اور اقراروں کے کافر اب کوئی مسلمان باقی ہو تو اس کو کافر بنا دیں۔ بلکہ برعکس اسکے اس وقت کے مامور اور مجدد زمان اور مہدی وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باوجود ان کے اقراری کفر کے ان کو خدا کے الہام کے ماتحت مسلمان کے نام سے خطاب کیا۔ کہ

چو دور خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند

کہ تمام مسلمان اپنے فتووں اور اقراروں کی رد سے کافر ہو گئے تھے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آکر انکو دعوت اسلام دی۔ کہ آؤ میرے ساتھ ہو جاؤ۔ تو تم مسلمان ہو جاؤ گے۔ اور کفر کی ظلمتوں سے نجات حاصل کرو گے۔ ورنہ مسیح و مہدی کا انکار اور تکفیر کر کے ڈبل کافر بنجاؤ گے کیونکہ مہدی و مسیح کو تمہاری اس کافرانہ حالت نے بلایا ہے۔ اور اس کا ماننا قرآن و حدیث نے ضروری قرار دیا ہے۔ پس مامور من اللہ کی تکفیر سے تمہارا کفر بجائے دور ہونے کے اور بڑھیگا۔ اس لئے آؤ تا سچے مسلمان کہلاؤ اور آسمان پر تمہارا نام مسلمانوں کی فہرست میں لکھا جائے

حضرت مرزا صاحب مسلمان بنانے آئے نہ کہ کافر

غلط الزام تکفیر کی تردید کس قدر نادان ہیں وہ لوگ جو حضرت مرزا صاحب علیہ السلام اور آپ کی جماعت پر یہ الزام لگاتے ہیں۔ کہ گویا انہوں نے روئے زمین کے مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا۔ حالانکہ متذکرہ بالا حوالجات تنائی اور بھوپالی کے بموجب تو تمام علمائے کرام نے مسلمانوں کو کافر بنانے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ چنانچہ ان علماء نے اب تک تمام مسلمانوں کو کافر بنا لیا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام حسب وعدہ الٰہی بروقت تشریف لائے۔ اور کافروں کو مسلمان بنانے کا بیڑا اٹھایا۔ چنانچہ جنہوں نے ان کی آواز پر لبیک کہی۔ وہ مسلمان ہو گئے اور جنہوں نے ان سے منہ موڑا وہ بدستور اپنے فتاویٰ اور اقرار کے مطابق کافر کے کافر ہی رہے۔ آج تک کسی نبی اور مجدد نے آکر لوگوں پر کفر کا فتوے نہیں لگایا۔ بلکہ وہ ہمیشہ آتے ہی ایسے وقت ہیں۔ جبکہ مسلمان کافر ہو چکے ہوتے ہیں۔ تو وہ آکر دعوت اسلام دیتے ہیں مگر عوام اور خواص کے کثیر حصہ میں کفر و معصیت ایسا رچا ہوا ہوتا ہے۔ کہ ان کو نور و ظلمت میں امتیاز ہی نہیں رہتا۔ اور حالت کفر پر ایسے مطمئن ہوتے ہیں۔ کہ وہ اس سے نکلنا

موت کے برابر سمجھتے ہیں ۔ جیسے ایک کیڑا جو گوبر میں دبا ہوا ہو وہ اس گوبر میں سے نکلنا نہیں چاہتا۔ بلکہ اسی کے اندر رہنے میں اپنی بقائے زندگی دیکھتا ہے۔

کافر کو مسلمان کہنا توہین ہے

پس یہ کس قدر اندھیر کی بات ہے ۔ کہ کافر تو بنیں آپ اور الزام دیویں دوسرے پر۔ کہ ہم کو کافر بنایا۔ حالانکہ کافر کو مومن کہنا ایک طرح کا مذاق کرنا ہے ۔ جیسے مثلاً ایک شخص اپنے تئیں نیچ ذات کا موچی یا کمہار وغیرہ پیش کرے ۔ مگر دوسرا انسان اسکو شاہ صاحب یا خانصاحب کرکے پکارے ۔ تو وہ اس کو سراسر اپنی توہین سمجھیگا ۔ اور اگر وہ تعلیم یافتہ ایڈیٹر یا مولوی فاضل وغیرہ ہونے کی وجہ سے صاحب احساس ہوگا تو وہ ضرور ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ دائر کردیگا ۔ کہ فلاں شخص نے مجھ پر کمینہ حملہ کیا ہے ۔ کہ مجھے ازراہ تمسخر اور توہین شاہ صاحب یا خانصاحب کرکے پکارا ہے ۔ حالانکہ میں کمہار یا موچی ہوں ۔

بالکل یہی مثال ہے غیر احمدیوں کے متعلق ۔ کہ جب وہ خود اپنے فتوؤں اور اقراروں کی رو سے اپنے تئیں کافر مرتد ۔ بدتر از یہود وغیرہ قرار دے رہے ہیں ۔ تو احمدی اگر کسی جگہ کسی استفسار پر ان کے اقراری قول یا ان کے علماء کے فتوؤں کے مطابق اسی خطاب کا اعادہ کریں ۔ جو آئے دن غیر احمدیوں کے اخباروں یا کتابوں یا فتوؤں میں ظاہر ہوتا رہتا ہے ۔ تو یہ کوئی مستقل فتوےٰ نہیں کہلا سکتا ۔

اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کا مبیّن ثبوت

پس دنیا بھر میں صرف احمدیہ جماعت ہی بجا طور پر یہ فخر کرسکتی ہے ۔ کہ خدا تعالےٰ نے اس کے مقدس امام اور جماعت کو اس تکفیری وبا سے محفوظ رکھا ۔ اور مسلمان تمام کافروں کو اور دوسرے لوگوں کو حقیقی مسلمان بنانے کی توفیق عطا فرمائی ۔ اور ان کو اس مبارک ٹولہ سے الحاق کا اعزاز عطا فرمایا ۔ جس ٹولہ میں تمام انبیاء خلفاء اولیاء غوث اور اقطاب شامل ہیں ۔ اور حقیقی معنوں میں اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کا مصداق ٹھہرایا ۔ کیونکہ کسی کی تکفیر و تکذیب کی ان کو نوبت ہی نہیں آئی ۔ بلکہ تکفیر کئے گئے جس طرح پہلے بزرگوں کو علماء ظواہر نے زبان اور قلم اور جسم سے ایذائیں دیں بائیکاٹ کئے ۔ معبدوں سے نکالا ۔ اسی طرح زمانہ حال کے علماء ظاہر نے وہی سلوک مسیح موعودؑ اور اس کی جماعت سے روا رکھکر پہلوں کی مشابہت تامہ حاصل کی

عجیب و غریب کام ہیں۔ کہ ان علماء فتویٰ بازوں کو چاہ کن را چاہ درپیش کے مطابق بمثلہٖ کی سزا اسی جہان میں بھی دیدی۔ یعنی جو کچھ انہوں نے علماء ربانی سے سلوک کیا۔ وہی سلوک ان سے آپسمیں ظہور میں آیا۔ جس کی تفصیلات طویلہ میں سے مشتے از خروارے پیش ناظرین کر چکا ہوں۔

علمائے زمانہ نے سوائے کفر بازی کے اور کیا کام کیا؟

ان کفرباز علماء سے کوئی اتنا تو پوچھے۔ کہ کیا تم نے علم محض مسلمانوں کو کافر بنانے کیلئے ہی پڑھا ہے۔ یا عالموں کا کوئی اور کام بھی ہوتا ہے۔ اسلام اور بانئ اسلام پر غیر مذاہب والے طرح طرح کے حملے کر رہے ہیں۔ اسلام اور اسلامیان کو دنیا سے ناپید کرنے کی کوشش کیجا رہی ہیں۔ اور تم اپنے حجروں میں بیٹھے دو چار شاگردوں کے ساتھ فَعَلَ فَعَلَا اور ضَرَبَ ضَرَبَا کی بے محل گردانیں رٹ کر اپنے قیمتی اوقات کا خون کر رہے ہو۔ اور اپنی محنتوں کو رائگاں کر رہے ہو۔ خدائے پاک نے اسلام کی حفاظت ہر زمانہ میں کی۔ اور جس طرح کالی رات میں قمر اندھیرا چڑھا کر گم گشتگان کی رہنمائی کرتا ہے۔ اسیطرح آج بھی اس حافظ و ناصر اور حامئ اسلام خدا نے اپنے مواعید کے مطابق عین ضرورت حقہ اور انتظار شدیدہ کے وقت ایک انسان کو مبعوث فرمایا۔ جو اسی حلے اور لباس میں آیا جس میں سابقہ انبیاء آتے ہیں۔ ماموریں مجددین۔ اولیاء کرام ظاہر ہوتے رہے۔ اس مقدس انسان نے اسلام کی ڈوبتی ناؤ کو بچا لیا۔ جس کو علمائے ظواہر جیسے اندرونی دشمن اور عیسائی اور آریہ جیسے بیرونی دشمن غرقاب کرنے میں مصروف تھے۔ علماء ظواہر کا کام مسلمانوں کو کافر بنانا اور آریوں اور عیسائیوں کا کام اس کافر بنے ہوئے مسلمانوں کو اپنے اندر جذب کرنا تھا۔ بڑے بڑے خاندانی سید قریشی اور پٹھان آج عیسائیوں کے پُرجوش منّاد اور واعظ بنے پھرتے ہیں۔ مگر کسی عالم و فاضل کی رگِ حمیت نہیں پھڑکی اگر جوش آیا تو اس پاک انسان اور اس کی جماعت کے خلاف جس نے تن من دھن سے یگانوں بیگانوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے جان ہتھیلی پر رکھکر مخالفین اسلام سے جہاد اکبر شروع کر رکھا ہے۔ اور جس کا اقرار ہر مخالف و موافق کو ہے۔ کہ آج اس برگزیدہ انسان نے اسلام کی لاج رکھ لی ہے۔

ناکام ظفر علی کا سہرا

ظفر علی کی کامیابی

مولوی ظفر علی ایڈیٹر زمیندار جسکو اپنے زور تحریر پر اتنا گھمنڈ ہے بارہا یہ لاف زنی کر چکا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ میرے ایک ہی گشش قلم کی مار ہے۔ اور بموجب اپنے اقرار کے تین تیس سال سے تخریب احمدیت کے درپے ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اپنی قوت بیانی اور عیاری اور ہوشیاری کے زور سے کفر باز اور ہندمن تحت ادیم السماء علماء کو تو اپنے ساتھ ملانے میں ہمیشہ کامیاب ہو جاتا ہے۔ اور اپنے چند ایک بازاری آنکھ کے اندھے اور گانٹھ کے پورے ملّا ملانوں اور یاروں دوستوں کی آنکھوں میں خاک دھول جھونک کر اپنی اسلام دشمنیوں اور قومی غداریوں پر پردہ ڈال لیتا ہے۔ اور کچھ دنوں کیلئے ایک ڈھال مچا کر اور سادہ لوح تکفیری مولویوں کو تھوڑے سے سنہری روپہلی لقمے ڈالکر انگلیوں پر نچا لیتا ہے۔ اور اسلام اور خدمت اسلام کے واسطے دیگر چند ایک سادہ لوحوں کی جیبیں بھی جھڑ والیتا ہے۔ اور اس طرح ایک ابلہ فریب رنگ جماکر اسلام اور اہل اسلام کے خلاف جو کچھ وہ کانگریس کی ثمات حلالیاں کر چکا ہوتا ہے۔ ان کو لوگوں کے دلوں سے محو کر لیتا ہے۔ ادھر اُدھر سے چند ایک لنگوٹیوں اور دعوتی دوستوں کے ذریعہ اپنی حمایت و امداد میں کئی ایک ریزولیوشن پاس کرا کر اپنی بزرگی اور مصنوعی عظمت اور دردمندی اسلام وغیرہ کا پروپیگنڈا کرا لیتا ہے۔ ادھر مصلحت وقت اور عوام کالانعام کے انداز رغبت کا اندازہ لگا کر سلسلہ احمدیہ کے خلاف اپنا بد لگام جہاد شروع کر کے لوگوں کو خدمت اسلام کی بھول بھلیاں میں پھنسا لیتا ہے۔ مگر با ایں ہمہ دنیا جانتی ہے۔ کہ اب تک وہ جماعت احمدیہ کا بال بیکا نہیں کر سکا۔ باقرار خود اس نے جماعت احمدیہ کی مخالفت اس وقت سے شروع کی۔ جبکہ سلسلہ احمدیہ ابھی چھوٹا سا پودا تھا۔ نہایت قلیل اور محدود دائرہ کے اندر جماعت تھی۔ ادھر ظفر علی کی تحریر اور تقریر خاص جوبن پر تھی۔ دوسری طرف تکفیری فتووں کی بھرمار۔ ادھر آریوں اور عیسائیوں کے اعتراضات کی بوچھاڑ۔ غرضیکہ الکفر ملۃ واحدۃ کا منظر تھا۔ جماعت احمدیہ کو خود اپنے مرکز قادیان میں بھی سکھ کی زندگی نصیب نہ تھی۔ مگر محی ملت اور ضیغم اسلام مولانا و آقانا ظفر علی ایڈیٹر زمیندار اینڈ کو کی لگاتار اور مسلسل کشش تحریر اور نوک زبان کی جدوجہد سے آج وہی کمزور پودا ایک تناور

درخت بن گیا ہے جس کی شاخیں چار دانگ عالم میں پھیل گئی ہیں۔ ایک اگر امریکہ میں ہے۔ تو دوسری افریقہ تیسری یورپ اور چوتھی چین اور ہندوستان عرب ایران وغیرہ میں۔ خدا کی شان ہے۔ کہ مولانا ظفر علی ہر دفعہ تازہ دم ہو کر اور کفر باز مولویوں کی زر خرید اور ایمان فروش جماعت کی کافی سپاہ لیکر جماعت احمدیہ پر حملہ آور ہوتا ہے۔ مگر ہمیشہ پسپا ہوتا ہے۔ آج کل اس کا جوشِ جنون زیادہ بڑھ گیا ہے۔ کیونکہ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس قریب الختم ہونے کے باعث کانگریس نے اپنے بھاڑے کے مسلم لیڈروں کو جن کو مسلم کشی کی خاطر منقرر کر رکھا تھا۔ آئندہ کے لئے سر دست جواب دیدیا ہے۔ اب جو وکیل تھے وہ اپنی وکالت شروع کر بیٹھے ہیں۔ اور ایڈیٹر صاحب ظفر علی نے اپنے ذریعہ معاش کا فروغ اسی میں سمجھا۔ کہ جماعت احمدیہ کے منہ آئے۔ کیونکہ یہی ایک جماعت ہے جس سے ہندو اور عیسائی اور مسلمانوں کے کل فرقے نالاں ہیں۔ کہ اس نے اکثر بہتوں کی رزق ماری کر دی ہے۔ اس کی وجہ سے کانگریس کو مسلم کشی روپیہ میں کامیابی نہیں ہوتی۔ ممکن ہے کہ احمدیہ جماعت کی مخالفت کے بہانے کانگریس سے بھی کچھ مدد حاصل کر رہا ہو۔ کیونکہ کانگریس کو خفتہ مسلمانوں کا خوف نہیں۔ بیدار سے گھبراتی ہے اور یہ بیداری خدا کے فضل سے صرف جماعت احمدیہ کے حصہ میں آئی ہے۔ دوسری طرف کانگریس نے اپنے نمکخوار علماء کو آئندہ ٹکے دینے سے ٹکہ سا جواب دیدیا ہے۔ تو انہوں نے بھی اپنی ہستی کا بقا اسی میں سمجھا کہ اب زمیندار کے پلے پڑ کر ذریعہ معاش حاصل کریں۔

تکفیر بازی نے سلسلہ احمدیہ کے لئے کھاد کا کام کیا

مسٹر ظفر علی ایڈیٹر کو کان کھول کر سن لینا چاہیئے۔ کہ جماعت احمدیہ کی بنیاد کامل ایمان اور یقین کی نہایت بلند اور مستحکم چٹان پر رکھی گئی ہے۔ کہ جس سے شیش محل کے رہنے والے تکفیر باز علماء سو ٹکر کھا کر اپنا ہی سر پھوڑینگے۔ ہمارا خدا کے فضل سے کچھ بھی نہیں بگڑیگا۔ ابتداء میں جبکہ یہ سلسلہ ایک کمزور نوزائیدہ پودا تھا۔ اگر یہ خدا کے ہاتھوں کا لگایا ہوا نہ ہوتا۔ تو ابتدائی تکفیر بازی کے خطرناک اور زبردست طوفان اور جھکڑ کے ایک ہی جھونکے کی مار تھا۔ مگر اسے فتوی باز و اہم دیکھتے ہو۔ کہ کیا انجام ہوا۔ تمہارے بڑوں کے فتاوے تکفیر نے اس معصوم پودے کیلئے کھاد کا کام دیا۔ وہ پودا اگر سالوں میں جا کر بڑھنے والا تھا۔ تو اس تکفیری کھاد کے زور سے دنوں میں اتنا بڑھا۔ اتنا پھلا۔ اتنا پھولا۔ کہ نہ صرف ایک تنا ور درخت بنا

بلکہ اس تناور درخت کی سینکڑوں تناور شاخیں چار دانگ عالم میں پھیل گئیں۔

علمائے زمانہ کی انتہائی رسوائی

بھلا اب بھی ان علماء زمانہ کی حالتِ زار اور ذلت و رسوائی میں کوئی شک باقی رہ گیا ہے۔ کہ یہ ہستیاں دنیا میں اس لئے پیدا کی گئی تھیں۔ کہ یہ ہادئ دین بنیں۔ لوگوں کے رہنما بنیں۔ لوگوں کے واجب الاحترام پیشوا قرار دئے جائیں۔ مگر اپنی شامت اعمال سے آج ان کو یہ روز بد دیکھنا نصیب ہوا ہے۔ کہ ایک نہایت معمولی سے معمولی زبانداراز رسوائے عالم اور مشہور و معروف غدار قوم۔ اسلام دشمنی کی پیکر۔ جو اسلام کے علمی اور عملی حصے سے اتنا بیگانہ ہے۔ جتنا شرافت قومی سے۔ ایسے ذلیل انسان کی انگلی کی ایک تان پر علمائے کرام خواہ وہ دیوبند کے دیو شکل ہوں۔ اور خواہ لکھنو کے نازک اندام اور خواہ پنجاب کی مسجدوں کے ٹکڑے پر دردہ ہوں۔ یہ سب بے تحاشا اور بے محابا ناچنا شروع کر دیتے ہیں۔ محض اس لئے کہ کہیں اخبار زمیندار کی کسی رپوٹ میں ان کا اسم گرامی بھی ٹانکا جاوے۔ اور اس طرح پانچوں سواروں میں شامل ہو جاویں۔ ورنہ اگر غور سے دیکھا جاوے کہ اس کفر بازی کے ناچ کا بجز اس کے کہ شریف اور سمجھدار طبقہ کی نظر میں یہ علماء سُو اور زیادہ حقیر اور ذلیل سمجھے جاویں۔ اور کیا نتیجہ نکل سکتا ہے۔ کاش یہی محنت اسلام کے بیرونی دشمنوں کے خلاف کرتے۔ تو شائد کچھ پھلدار ثابت ہوتی۔ ہم حق الیقین کے ساتھ۔ ان فتنہ بازمولویوں اور ان کی اندھا دھند تقلید کرنے والے عوام کو کہتے ہیں۔ کہ اس وقت اس تکفیری وبا کے زہریلے اور مہلک تاثرات اور جراثیم سے بچنے کا واحد اور قطعی اور حکمی علاج یہ ہے۔ کہ اس وبا زدہ حلقہ سے نکل کر احمدیت کی پُر امن اور محفوظ چار دیواری میں پناہ گزیں ہوں۔ بجز اس کے اس وقت اور کوئی چارہ نہیں ؎

الٰہ العالمین! ان کو توفیق عطا فرما کہ وہ اپنے تئیں بچالیں۔ آمین ثم آمین

۲۶ مارچ ۱۹۳۳ء

خادم دین
خاکسار فخر الدین ملتانی

فہرست مضامین

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام چوہدری اللہ بخش